لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

النور
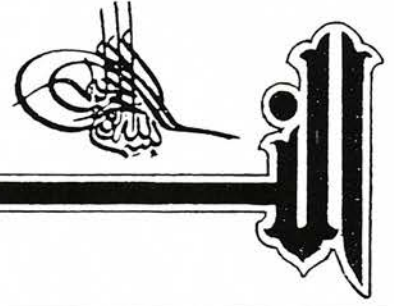
جماعتہائے احمدیہ امریکہ

جولائی ۲۰۰۰ء — وفا ۱۳۷۹ ہش

Sahibzada M. M. Ahmad presiding over a session at the Annual Convention.
The Amir of Germany Jama'at is sitting beside him

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY **THE AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM, Inc,** AT THE LOCAL ADDRESS

31 Sycamore St., Box 226, Chauncey,
OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:

THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. BOX 226
CHAUNCEY, OH 45719

52ND JALSA SALANA, USA IN PICTURES
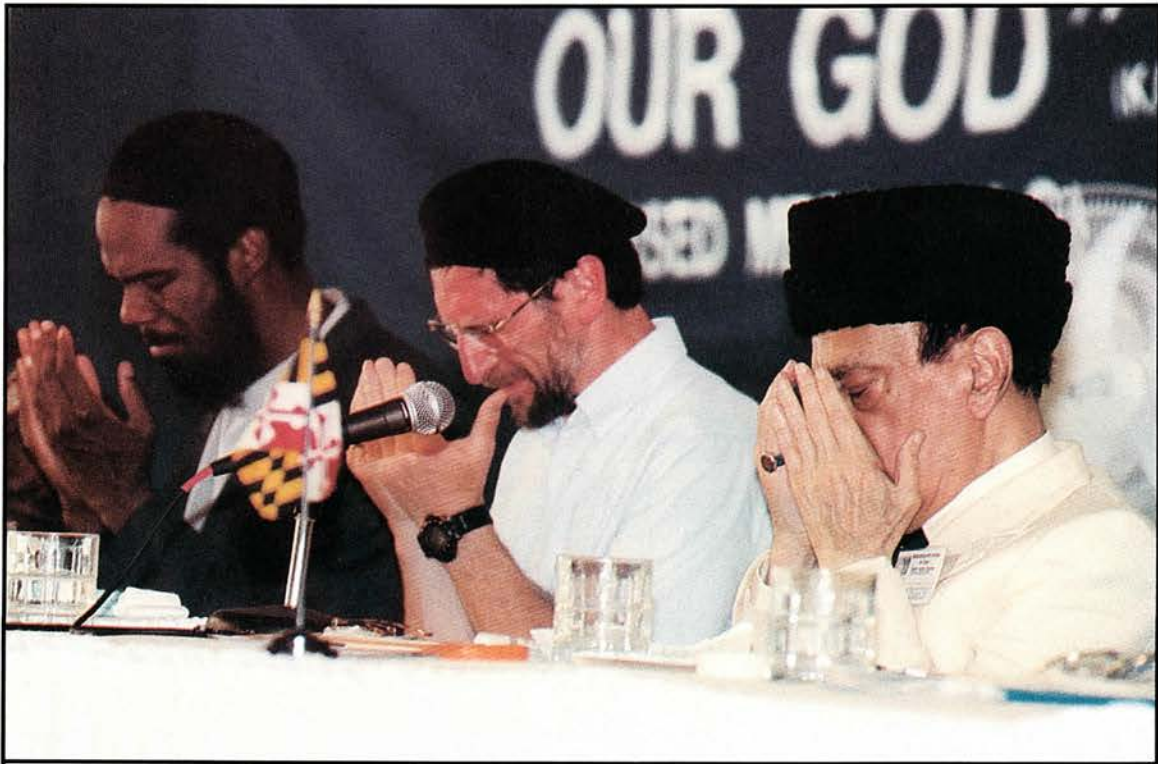
Sahibzada M. M. Ahmad, leading in silent prayer at the conclusion of the Convention
BELOW: Missionary Shamshad Nasir giving the Friday Sermon on June 23, 2000

Sahibzada M. M. Ahmad giving an interview for MTA. Bro. Munir Hamid is listening in

The Amir Jama'at Ahmadiyya Germany in a discussion with Dr. Masoud Malik, GeneralSecretary
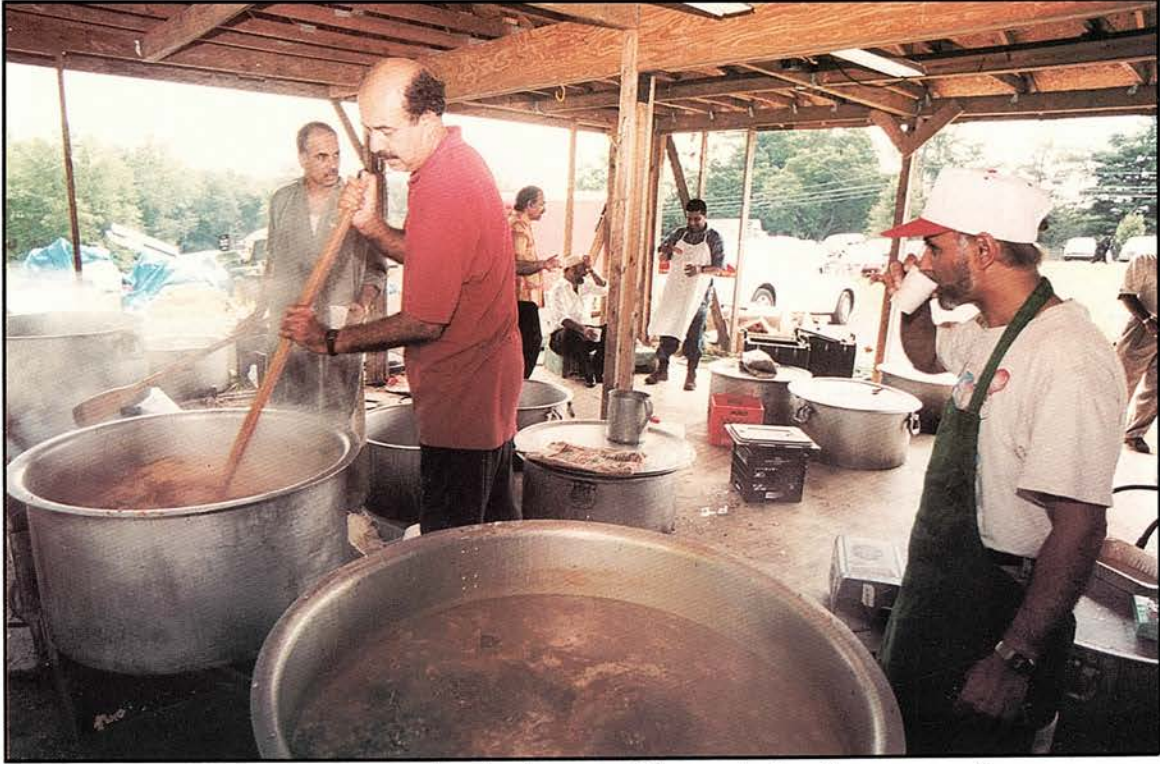
Meals being prepared at the Langar Khana during the convention

جولائی ۲۰۰۰ء

وفا ۱۳۷۹ ہش

نگران
صاحبزادہ مرزا مظفر احمد
امیر جماعت احمدیہ امریکہ

ایڈیٹر
سید شمشاد احمد ناصر

فہرست مضامین

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۳۳

(الصّف)
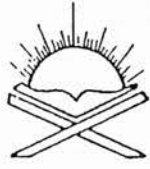
وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنے مُنہ (کی پھونکوں) سے بُجھا دیں اور اللہ اپنے نُور کو پورا کرنے کے سوا دوسری ہر بات سے انکار کرتا ہے خواہ کفار کو کتنا ہی بُرا لگے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ (باقی) تمام دینوں پر اسے غالب کر دے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے۔

احادیث النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ـــ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اَفْضَلُ الْفَضَائِلِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيَ مَنْ مَنَعَكَ وَتَصْفَحَ عَمَّنْ شَتَمَكَ۔

(مسند احمد ص ۴۳۸/۳)

حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تُو قطع تعلق کرنیوالے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا ہے اسے بھی دے اور جو تجھے بُرا بھلا کہتا ہے اس سے تُو درگزر کرے۔

ـــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَلَا عَفَا رَجُلٌ عَنْ مَظْلِمَةٍ اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا

(مسند احمد ص ۲۳۵/۲ ، ۴۳۱/۲)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد 6 ص 11-10)

سب سے افضل و اعلیٰ نبی

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ و دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔"

(سرمہ چشم آریہ - روحانی خزائن جلد 2 ص 71)

بے مثل نبی

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (-) جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔"

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 ص 206)

خطبہ جمعہ

جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنے بھائیوں کا نہ ہو

اس دور میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کی طرف خاص طور پر میری توجہ پھیری ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹/جون ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۹/احسان ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن (امریکہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالعَدْلِ وَالاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِی القُرْبٰی وَيَنْهٰی عَنِ الفَحْشَآءِ وَالمُنْكَرِ وَالبَغْیِ

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُم تَذَكَّرُوْن. (سورة النحل آیت ۹۱)

آج اس آیت کا انتخاب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض استنباط کی وجہ سے کیا ہے جن کی بنیاد زیادہ تر اسی آیت پر ہے۔ کچھ عرصہ سے لوگ یہ سوال بھیج رہے ہیں یعنی مسلسل نہیں مگر کبھی کبھی بھیج دیتے ہیں کہ قرآن کریم کے احکامات اور نواہی ہیں کتنے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض جگہ دو تین کا ہی ذکر ہے بعض جگہ پانچ سو کا ذکر ہے بعض جگہ سات سو کا ذکر ہے بعض جگہ ہزار ہا کا ذکر ہے تو کل احکامات ہیں کتنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مواقع پر ان کی مختلف تعداد کیوں بیان فرمائی ہے۔ پس اس پہلو سے میں نے تمام اقتباسات کو اکٹھے کر کے آغاز سے جس میں ایک دو احکامات کا ذکر ہے، پھر آگے اس کو بڑھا کر ان احکامات کی بات کی ہے جو پانچ سو یا سات سو تک جا پہنچتے ہیں پھر آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اقتباس رکھا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ ہزار ہا ہیں اور ہزار ہا سے مراد محض ہزار ہا نہیں بلکہ ہزار ہا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ اتنے ہیں کہ ان کا شمار ہی ممکن نہیں۔

کس کس پہلو سے، کیا کیا تعداد معین ہوتی ہے یہ ایک بہت اہم علمی مسئلہ ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو نہ صرف علمی فائدہ ہوگا بلکہ روحانی فوائد بھی بہت پہنچیں گے۔ چنانچہ سب سے پہلا اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۰ سے ہے۔ عنوان ہے قرآن کے دو بڑے حکم ہیں۔ اب کہاں چار سو، پانچ سو، سات سو، ہزار ہا اور بات شروع ہوئی ہے دو بڑے حکم ہیں اور جب آپ مفہوم کو سمجھیں گے تو دل گواہی دے گا کہ ہاں دراصل تو قرآن انہی دو احکام کے گرد گھوم رہا ہے۔ فرمایا "باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو"۔ یہ ایک حکم ہے جس کے تابع پھر اور بہت سی باتیں آگئیں۔ "باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف

کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت واطاعت باری عز اسمہ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنی بنی نوع کی"۔ یہ مرکزی نقطہ ہے تمام قرآنی تعلیمات کا کہ اللہ کی توحید اور اس کی محبت اور اس کی اطاعت میں اپنے آپ سے کھوئے جاؤ اور کلیۃً اپنی گردن خدا کی محبت اور عشق اور اطاعت کے حضور خم کردو اور اگر ایسا کرو گے تو دوسرا حکم طبعاً اسی سے نکلتا ہے جو خدا کا ہو جائے یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ وہ خدا کے بندوں کا نہ ہو۔ پس دراصل تو ایک ہی حکم ہے جس کے تابع پھر یہ دوسرا حکم از خود ایک فطری تقاضے کے طور پر پھوٹتا ہے اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع انسان کی ہمدردی کرو۔ اس کے بعد فرمایا "اور ان حکموں کو اس نے تین درجے پر منقسم فرمایا ہے جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے، اِنَّ للّٰہَ یَامُرُ بِالعَدْلِ وَالاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی القُرْبٰی". یہ وہی آیت ہے جس کی میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ اب اس اجمال کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں سنئے۔ آپ فرماتے ہیں، "اب میں پہلے کلام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ میں ابھی ذکر کر چکا ہوں کہ انسانی حالتوں کے سرچشمے تین ہیں یعنی نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ۔ اور طریق اصلاح کے بھی تین ہیں۔ اول یہ کہ بے تمیز وحشیوں کو اس ادنیٰ خلق پر قائم کیا جائے کہ وہ کھانے پینے اور شادی وغیرہ تمدنی امور میں انسانیت کے طریق پر چلیں۔ نہ ننگے پھریں اور نہ کتوں کی طرح مردار خور ہوں اور نہ کوئی اور بے تمیزی ظاہر کریں۔ یہ طبعی حالتوں کی اصلاحوں میں سے ادنیٰ درجہ کی اصلاح ہے"۔

"یہ اس قسم کی اصلاح ہے کہ اگر مثلاً پورٹ بلیئر کے جنگلی آدمیوں میں سے کسی آدمی کو انسانیت کے لوازم سکھلانا ہوں"۔ پورٹ بلیئر کسی زمانہ میں آدم خوروں کے لئے مشہور ہوا کرتی تھی تو اس لئے وہ پورٹ بلیئر کا حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ فرمایا، "مثلاً پورٹ بلیئر کے جنگلی آدمیوں میں سے کسی آدمی کو انسانیت کے لوازم سکھلانا ہوں تو پہلے ادنیٰ ادنیٰ اخلاق انسانیت اور طریق ادب کی ان کو تعلیم دی جائے۔ دوسرا طریق اصلاح کا یہ ہے کہ جب کوئی ظاہری آداب انسانیت کے حاصل کرلیوے تو اس کو بڑے بڑے اخلاق انسانیت کے سکھلائے جائیں اور انسانی قویٰ میں جو کچھ بھی بھرا پڑا ہے اس سب کو محل اور موقع پر استعمال کرنے کی تعلیم دی جائے"۔

اب اس عبارت سے تین طریقے اصلاح کے بیان فرمائے ہیں لیکن معمولی تدبر کرنے والا انسان بھی غور کر سکتا ہے کہ ہر طریقے کے تابع بے شمار اور طریقے ہیں۔ ایک بڑا حکم ہے اس بڑے حکم کے آگے شاخیں ہیں اور پھر شاخیں در شاخیں چلتی چلی جاتی ہیں۔ اب ایک وحشی کو مثلاً پورٹ بلیئر کے وحشی کو جب آداب سکھانے ہونگے تو اس میں ان لوگوں کی گندی عادات جو مدتوں سے چلی آرہی ہیں ان کا مطالعہ ضروری ہوگا۔ ان عادات کی اصلاح کے لئے جو موقع اور محل کے مطابق اصلاح ضروری ہے اس پر غور اور فکر کی ضرورت ہوگی۔ ان کو سکھانا ہوگا۔ تو بات تو ایک ہی حکم سے چلتی ہے اللہ کی اطاعت، لیکن آگے پھر پھیلتی چلی جاتی ہے اور اسی طرح تعلیمات ایک سے پھر متعدد تعلیمات میں منتقل ہو جاتی ہیں گویا توحید کے تابع پھر خدا تعالیٰ کا بندوں سے جو سلوک ہے وہ بندوں کی نسبت سے پھیلتا چلا جاتا ہے۔

"تیسرا طریق اصلاح کا یہ ہے کہ جو لوگ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو گئے ہیں خشک زاہدوں کو

شربت محبت اور وصل کا مزہ چکھایا جائے"۔ "تیسرا طریق اصلاح کا یہ ہے کہ جو لوگ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو گئے ہیں"۔ اول تو اخلاق فاضلہ سے متصف کرنے کے لئے جیسے کہ میں نے بیان کیا ہے، بہت لمبی محنت کی ضرورت ہے لیکن ایک دفعہ کوئی اخلاق فاضلہ سے متصف ہو جائے یعنی اس کا وصف بن جائے تو وہاں بات کو چھوڑنا فی الحقیقت سفر کا کچھ حصہ طے کرنے والی بات ہے بالآخر یہ سفر اللہ تعالیٰ کی محبت پر منتج ہونا چاہئے اور اس کے سوا اس سفر کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

فرمایا جب متصف ہو جائے پھر زاہدوں کو شربت محبت اور وصل کا مزا چکھایا جائے۔ ان کو بتایا جائے کہ اللہ کی محبت اور اس کے وصل کا شربت پینے میں کتنا مزا ہے۔" یہ تین اصلاحیں ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں۔ اور ہمارے سید و مولا نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جبکہ دنیا ہر ایک پہلو سے خراب اور تباہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظَھَرَ الفَسادُ فِی البَرِّ وَالبَحْرِ یعنی جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو اہل کتاب کہلاتے ہیں وہ بھی بگڑ گئے اور جو دوسرے لوگ ہیں جن کو الہام کا پانی نہیں ملا وہ بھی بگڑ گئے۔ پس قرآن شریف کا کام دراصل مردوں کو زندہ کرنا تھا جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِعْلَمُوا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا جان لو کہ اللہ ہی ہے جو زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ کرتا ہے"۔

ظَھَرَ الفَسادُ فِی البَرِّ وَالبَحْرِ باقی دنیا کو چھوڑ دیں اپنے امریکہ کی خبر کریں۔ خود امریکہ میں اتنی بے حیائی ہے، اتنی بے راہ روی ہے کہ ایک زمانہ تو یہ تھا کہ امریکہ سے لگتا تھا بے حیائیاں دساور کو جاتی ہیں۔ لیکن اب دوسرے ملکوں نے بھی اتنا مقابلہ کیا ہے بے حیائیوں میں کہ اب کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ بے حیائی یہاں زیادہ ہے یا باہر زیادہ ہے۔ ظَھَرَ الفَسادُ فِی البَرِّ وَالبَحْرِ کا یہ مطلب ہے۔ یعنی اب یہ فرق نہیں رہا کہ کہاں سے برائی پھوٹی تھی۔ مذہب کہاں تھا اور لامذہبیت کہاں تھی۔ جب سب برائیاں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر برابر ہو جائیں تو اس وقت یہ محاورہ صادق آتا ہے ظَھَرَ الفَسادُ فِی البَرِّ وَالبَحْرِ خشکی اور تری دونوں فساد سے بھر گئے۔ تو باہر کے ملکوں میں آپ میں سے ہر ایک کو جانے کا موقع ملے یا نہ ملے مجھے سفر کا موقع ملتا رہتا ہے۔ افریقہ بھی جاتا ہوں، امریکہ بھی اور یورپ کے ممالک ہیں یا مشرق بعید کے ممالک ان کا بھی سفر کرتا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ زمانہ جس کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا تھا وہ آج بعینہٖ اس دنیا پر پورا اتر رہا ہے۔ اب کوئی ان کو شمار کر کے دیکھے کہ برائیاں ہیں کتنی تو احکام کا اندازہ ہو جائے گا کتنے ہونے چاہئیں۔ ہزارہا، لاکھوں برائیاں ہیں اور ان لاکھوں برائیوں کے مقابل پر ایک حکم ہے نہی، یہ برائی نہیں کرنی، یہ برائی بھی نہیں کرنی۔ اور یہ ابھی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالعَدْلِ وَالاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی القُرْبیٰ کے بعد وَ یَنْھیٰ عَنِ الفَحْشَآءِ وَالمُنکَرِ وَالبَغْیِ اس آیت کریمہ نے یہ جو تین بچنے کی باتیں بیان فرمائی ہیں یہ سارے ان کے تابع ہیں اور اب کوئی حساب کرتا ہے تو کرتا پھرے۔ ناممکن ہے کہ ان برائیوں کو گن سکے جن برائیوں کا ایک آیت کے تین حصوں میں ذکر فرمادیا گیا۔

پس اسی سے اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں ایک حکم، دو حکموں، تین حکموں کی باتیں کرتے ہیں تو آپ کے ذہن میں ایک پورا جہان ہے حکموں کا۔ مناہی کا بھی اور

احکامات کا بھی۔ اور اس پہلو سے آپ کو میں بعض اور مثالیں دوں گا اس سے اندازہ ہوگا کہ حکموں کا تو کوئی شمار ہی نہیں رہتا۔ اس لئے وہ علماء جنہوں نے پانچ سو گنے یا سات سو گنے وہ کوتاہ نظر تھے، وہاں ٹھہر گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پانچ سو بھی گنے اور سات سو بھی گنے اور پھر آپ کی نظر ہر طرف پھیل گئی اور آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پانچ سو، سات سو کی کیا بحث ہے یہ تو بے شمار چیزیں ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر مل رہا ہے، جن سے بچنا ضروری ہے یا جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرزمین عرب کا حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں، ”اس زمانے میں عرب کا حال نہایت درجہ کی وحشیانہ حالت تک پہنچا ہوا تھا اور کوئی نظام انسانیت کا ان میں باقی نہیں رہا تھا اور تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے“۔ اور یہ وہ امر ہے جس کا آج بھی اطلاق ہو رہا ہے۔ بہت سے گناہ ایسے ہیں جن پر فخر کیا جا رہا ہے اور ٹیلی ویژن پہ وہ فخر کے طور پر دکھائے جاتے ہیں کہ ہم ان گناہوں میں اتنا ترقی کر چکے ہیں۔ ”اور تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے اور ایک ایک شخص صدہا بیویاں کر لیتا تھا“۔ اب آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا اطلاق نہیں ہو رہا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جتنی جنسی بیماریوں کی تحقیق کرنے والے ماہرین ہیں وہ یہ بتاتے ہیں کہ امر واقعہ ہے عورتیں بھی صدہا مرد کرتی ہیں اور مرد بھی صدہا عورتیں کرتے ہیں صرف قانون کی نظر میں شادی شدہ نہیں ہوتے۔ تو عربوں کو تو اس بات کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ ان کے ہاں شادی ہونا یا نہ ہونا برابر بات تھی۔ لیکن جہاں ایک شادی کی اجازت ہے اور ایک شادی پر فخر ہے وہاں غیر قانونی شادیاں آپ سینکڑوں بھی کر لیں تو کوئی اعتراض کی بات نہیں، قانونی شادی نہیں ہونی چاہئے بس۔ صرف یہ اختلاف ہے۔ تو جب آپ سنتے ہیں ایک شخص صدہا بیویاں کر لیتا تھا تو یہ واقعۃً آج بھی اس بات پر عمل ہو رہا ہے۔

فرماتے ہیں، ”حرام کا کھانا ان کے نزدیک ایک شکار تھا“۔ اب حرامخوری تو اتنی عام ہو چکی ہے دنیا میں جیسے شکار کر لیا ویسے حرام خوری کر لی کوئی بھی فرق اور کوئی تمیز باقی نہیں رہی۔ اب یہ ایک فقرہ ایسا ہے جو اچانک دلوں میں ایک ہلچل پیدا کر دے گا۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ آج کل دنیا میں بعینہٖ یہ بات ہم ہوتی دیکھ رہے ہیں یہاں تک کہ اسلامی ممالک کہلانے والوں میں بھی یہ بدی مل رہی ہے اور ہمیشہ تو نہیں پکڑی جا سکتی مگر پکڑے جانے کے مواقع بھی اتنے ہیں کہ اخبارات ان کے ذکر سے منہ کالا کر لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں، ”ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے تھے“۔ اب نکاح کرنا تو حلال سمجھتے تھے مگر یہاں جو خبریں پاکستان کے اخباروں میں آتی رہتی ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ نکاح کرنا تو حرام ہی رہے گا مگر نکاح کے لوازمات سارے کر لیتے ہیں اور بہت ہی خوفناک حالتیں ہیں جن کے تفصیلی ذکر کی گنجائش نہیں ہے۔ یعنی میری طبیعت پہ ان کے ذکر سے ایسی کراہت آتی ہے کہ میں مجبور ہوں کہ اشارہ ہی آپ کے سامنے رکھ دوں کہ یہ بدیاں بھی عام ہو چکی ہیں۔

فرماتے ہیں، ”اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ تمہاری مائیں تم پر حرام کی گئی ہیں“۔ اب اس فقرے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے کی ہر بدی کھول کر رکھ دی ہے۔ کیا ضرورت تھی، کیوں خدا نے فرمایا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُم، اگر ماؤں کو حلال نہیں سمجھا جاتا تھا تو

اس حکم امتناعی کی ضرورت ہی کیا تھی۔" آدم خور بھی تھے دنیا کا کوئی گناہ نہیں جو نہیں کرتے تھے۔ اکثر معاد کے منکر تھے"۔ یعنی یہ کوئی تصور نہیں تھا کہ ہم جی اٹھیں گے اور ہم سے پوچھا جائے گا، ہم سے جواب طلبی کی جائے گی اور یہ حقیقت ہے کہ آج کی دنیا میں اکثر گناہوں کا انتشار اسی بنیادی وجہ سے ہے۔ بھاری اکثریت لوگوں کی وہ ہے جو سمجھتے ہیں ہم مر کے مٹی ہو جائیں گے اور پھر ہم سے کوئی نہیں پوچھے گا۔

کچھ عرصہ پہلے ایک مجلس سوال و جواب میں بعض بڑے دانشور اور ان میں بعض عیسائیت کے مناد بھی تھے وہ آئے ہوئے تھے، شروع میں تو انہوں نے اس بات سے تعجب کیا کہ وہ معاد کے قائل نہیں۔ اگر یقین ہو کہ میں عدالت کے سامنے پیش کیا جاؤں گا تو عدالت کے خوف سے ہی بہت سے گناہ جھڑ جاتے ہیں لیکن گناہوں کی کثرت بتا رہی ہے کہ خدا کی عدالت کے سامنے پیش ہونے کا کوئی تصور موجود نہیں۔ لوگ عملاً یہی سمجھتے ہیں کہ مرے اور مٹی ہو گئے اور پھر کون جئے گا اس جواب طلبی کے لئے کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔

"قرآن کریم نے اسی لئے اس مسئلے کو بار بار اٹھایا ہے اور اس کا ایک طبعی نتیجہ یہ ہے بہت سے ان میں سے خدا کے وجود کے بھی قائل نہ تھے"۔ یہ دو باتیں ایسی ہیں اچھی طرح ان کو پلے باندھ لیں کہ کوئی قوم بھی خدا کی ہستی کی قائل نہیں رہ سکتی اگر وہ مرنے کے بعد جی اٹھنے اور سوال و جواب کی قائل نہ رہے۔ ان دونوں عقائد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ قوم یہ سمجھے کہ ہم مر کے مٹی ہو جائیں گے اور پھر خدا کی ہستی کے قائل ہوں۔ خدا ایک بے معنی اور بے حقیقت چیز ہو جاتا ہے اور اگر یقین ہو کہ ہم دوبارہ جی اٹھائے جائیں گے اور جواب طلبی ہو گی تو لازماً ایک خدا کو تسلیم کرنا پڑتا ہے جو مالک ہے، جو خالق ہے، جو حساب کرنے والا ہے اور اس کے سامنے ہم سب حساب دار ہونگے۔

فرماتے ہیں، "ایسی قوموں کی اصلاح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم شہر مکہ میں ظہور فرما ہوئے۔ پس وہ تین قسم کی اصلاحیں جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں ان کا در حقیقت یہی زمانہ تھا۔ پس اس وجہ سے قرآن شریف دنیا کی تمام ہدایتوں کی نسبت اکمل اور اتم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا کی اور کتابوں کو ان تین قسم کی اصلاحوں کا موقع نہیں ملا"۔ اب یہ دیکھنے میں تو ایک دعویٰ ہے مگر اگر مذاہب کی تفصیل پر اور ان کے موجودہ حال پر نظر ڈالیں تو اس میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں رہ جاتا کہ پہلے مذاہب کو ان تینوں اصلاحوں کو بیک وقت کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ وہ مضمون تھا جو اسلام کے وقت کے لئے اٹھا رکھا گیا تھا اس کے لئے جس نبی کی ضرورت تھی وہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہیں۔ کسی اور نبی کو یہ توفیق مل نہیں سکتی تھی کہ یہ تینوں امور ہاتھ میں لے اور ان میں سے ہر امر کی ہر تفصیل میں جا کر برائیوں کی بیخ کنی کرے اور ان کے بدلے میں بھلائیوں کو ان کی جگہ جاگزیں کرے۔

"قرآن شریف کا یہ مقصد تھا کہ حیوانوں سے انسان بناوے اور انسان سے بااخلاق انسان بناوے اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بناوے۔ اسی واسطے ان تین امور پر قرآن شریف مشتمل ہے"۔ یہی تین امور قرآن کریم کا خلاصہ ہیں۔ فرماتے ہیں، "قرآنی تعلیم کا اصل منشاء اصلاحات ثلاثہ ہیں اور طبعی حالتیں تعدیل سے اخلاق بن جاتی ہیں"۔ اب یہ جو نکتہ ہے یہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں تفصیل سے بیان ہوا ہے اور اگرچہ اسلامی اصول کی فلاسفی کا سال ہم بڑے شد و مد سے منا چکے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ سب نے اسلامی

اصول کی فلاسفی کا گہرے دل سے مطالعہ کیا ہو گا مگر اس کے باوجود جب بھی میں اپنی سوال وجواب کی مجالس میں خصوصاً بعض احمدیوں سے پوچھتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلامی اصول کی فلاسفی کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔ یہ کتاب ہی بہت گہری ہے اور اس پر ٹھہر ٹھہر کر غور کی ضرورت ہے ورنہ اسلامی اصول کی فلاسفی جن معارف اور حقائق کو لپیٹے ہوئے ہے ان کی کنہہ تک پہنچنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔

فرماتے ہیں، "قبل اس کے کہ جو ہم اصلاحات ثلاثہ کا مفصل بیان کریں یہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ قرآن شریف میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جو زبردستی ماننی پڑے"۔ اب یہ بھی ایک ایسا عجیب دعویٰ ہے جس کو لوگ سرسری نظر سے پڑھیں گے تو ان کو تعجب لگے گا۔ احکامات تو جتنے ہیں وہ فرائض ہیں۔ "زبردستی ماننی پڑے" سے کیا مراد ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ قرآن کریم کی جس تعلیم پر بھی آپ چاہیں اس کو ردّ کر سکتے ہیں اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ عمل نہ کرنا چاہیں نہ کریں لیکن لازماً اس کا نقصان پہنچے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ قرآن کریم کی کوئی چھوٹی سی تعلیم بھی آپ نظر انداز کر دیں اور کہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور اس کے بغیر پھر آپ کو کوئی گہرا نقصان نہ پہنچ جائے۔ تو یہ مطلب ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بھی تعلیم ایسی نہیں جو زبردستی ماننی پڑے۔ ایسی بات ہے جیسے آپ کو کوئی کہے کہ یہ دودھ نہ پیو یہ زہریلا ہے۔ اب اس میں زبردستی تو کوئی نہیں ہو گی۔ اگر وہ کہے اچھا پینا ہے تو پیو تمہاری مرضی ہے۔ اب آپ انکار کر دیں کہ میں بالکل نہیں مانوں گا میں ضرور پیوں گا اور جب پئیں گے تو اس وقت سمجھ آئے گی کہ حکم نہ ماننے کے نتیجے میں کیسا نقصان پہنچا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو تعلیمات ہمارے سامنے رکھی ہیں ان میں ایک بھی ایسی نہیں ہے جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ وہ تعلیمات ساری انسانی زندگی کا خلاصہ ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے حکم پر بھی اگر عمل نہیں کریں گے تو اس کا نقصان اٹھائیں گے۔

اب یہ بات احمدیوں کے لئے سمجھنی اس لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو اگر پوری طرح نہیں سمجھیں گے تو ان کو سمجھ نہیں آئے گی کہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں میں زور کیوں دے رہے ہیں۔ آگے جو میں عبارتیں پڑھ کے سناؤں گا اس میں مثلاً یہ ذکر ملتا ہے کہ کوئی ادنیٰ سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیتا ہے۔ تو اب سوچیں آپ میں کتنے ہیں یا میں اپنی ذات کو سوچوں کہ بارہا کتنی دفعہ معمولی معمولی بعض حکموں کو معمولی سمجھ کر کہ دیکھنے میں معمولی تھے ان کو نظر انداز کیا ہے۔ نجات کا دروازہ بند کرنے کا کیا مطلب ہے۔ مطلب یہ ہے ان احکامات سے تعلق رکھنے والی جو نجات ایک طبیعت کا حصہ ہے اس نجات سے آپ ضرور محروم رہ جائیں گے۔ اگر کسی شخص پر آپ نے سختی کی ہے اور وہ سختی جائز نہیں تھی تو جو زبردستی کرنے والا ہے وہ کر بھی سکتا ہے مگر اس سختی کا نقصان ضرور اس ذات کو پہنچے گا، اس کے ضمیر کو پہنچے گا، اس کی شخصیت پہ ایک قسم کا زنگ آ جائے گا جب تک وہ اس کی اصلاح نہ کر لے۔

تو یہ مراد نہیں ہے کہ اس شخص کی ہلاکت ناگزیر ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم واپس ان احکامات کی طرف لوٹو جن کو تم نے نظر انداز کر دیا تھا اور اس پر غور کرو اور دیکھو کہ ان پر عمل نہ کرنے سے تمہیں کیا نقصان پہنچا ہے۔ وہ لوگ جو یہ منکسر لنہ مزاج نہیں رکھتے وہ سمجھتے ہیں کوئی فرق نہیں پڑتا ان کے متعلق لازماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان صادق آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نجات کے دروازے بند کر لئے ہیں۔ پس

کمزوروں کے لئے اس میں خوشخبری ہے اور طاقتوروں کے لئے بھی خوشخبری ہے۔ ہر حکم کے اندر کچھ حکمتیں ہیں ان حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کرو اور تکبر کی راہ سے کسی حکم کو نظر انداز نہ کرو۔ اگر کرو گے تو لازماً اس کا شدید نقصان پہنچے گا اور یہ نقصان بڑھتے بڑھتے جہنم کے کنارے تک پہنچا دیتا ہے۔

فرماتے ہیں، "باقی تمام احکام ان اصلاحوں کے لئے بطور وسائل کے ہیں اور جس طرح بعض وقت ڈاکٹر کو بھی صحت کے پیدا کرنے کے لئے کبھی چیرنے، کبھی مرہم لگانے کی ضرورت پڑتی ہے، ایسا ہی قرآنی تعلیم نے بھی انسانی ہمدردی کے لئے ان لوازم کو اپنے اپنے محل پر استعمال کیا ہے اور اس کے تمام معارف یعنی گیان کی باتیں اور وصایا اور وسائل کا اصل مطلب یہ ہے کہ انسان کو ان کی طبعی حالتوں سے جو وحشیانہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں اخلاقی حالتوں تک پہنچائے اور پھر اخلاقی حالتوں سے روحانیت کے ناپیدا کنار دریا تک پہنچا دے"۔

اب یہ ساری عبارت ہی غور طلب ہے، ٹھہر ٹھہر کر فکر کے ساتھ پڑھنے والی ہے لیکن خلاصہ میں نے پہلے آپ کے سامنے عرض کر دیا ہے کہ کوئی ایک تعلیم بھی بے کار اور بے ضرورت نہیں ہے۔ اور ہر تعلیم اگلی تعلیم کے لئے تیار کرتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ اچانک آپ کو آخری صورت میں قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیم پر عمل کرنا نصیب ہو جائے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر آپ کا سفر شروع ہو جائے تو ہر تعلیم جس پر آپ انکسار کے ساتھ عمل کریں گے وہ اگلی تعلیم کے لئے تیار کر دے گی۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مثال ایک پھوڑے سے دی ہے جس کی اصلاح ڈاکٹر کو کرنی ہے۔ اب ہر بیماری کا علاج بغیر تکلیف کے ممکن نہیں ہے۔ پھوڑے کی مثال دے کر بیان فرمادیا کہ ڈاکٹر کو اس پہ چیر ڈالنا پڑتا ہے تاکہ اس کا گند، اس کا مواد پھوٹ کر باہر آجائے۔ اب یہ تکلیف دہ امر ہے اس لئے جب اپنے متعلق تم کوئی اسلام کی اصلاحی کارروائی استعمال کرو تو یاد رکھنا کہ لازم نہیں کہ تمہیں ضرور اس کا مزہ آئے۔ ابتداء میں تکلیف ہوگی اور تکلیف سے ڈر کر تم پیچھے بھی ہٹ سکتے ہو اگر پیچھے ہٹو گے تو وہی مواد، زہریلا مواد جو تمہارے اندر ہے وہ تمہارے لئے ہلاکت کا موجب بن جائے گا۔ اگر احکامات کی گہری حکمتوں پر نظر رکھو گے تو جان لو کہ ہر تکلیف اٹھانا تمہاری صحت کے لئے ضروری ہے۔ جب تکلیف اٹھاؤ گے تو اس کے نتیجے میں پھر صحت بھی نصیب ہوگی اور اس طرح ایک ادنیٰ حالت سے دوسری نسبتاً اعلیٰ حالت کی طرف تم حرکت کرتے چلے جاؤ گے۔

آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان احکامات کو کس رنگ میں دیکھا ہے اس رنگ میں دیکھنے کے لئے ابھی ہمیں اور بہت سی ترقی کی ضرورت ہے ورنہ یہ عبارت پڑھ کر آپ تعجب کریں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو کس رنگ میں دیکھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں، "ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک روحانی دعوت تمہاری کی ہے"۔ قرآن کریم نے اپنے احکامات اور مناہی میں تمہاری ایک روحانی دعوت کی ہے۔ اب جس کو دعوت میں اچھے اچھے کھانے، مزے مزے کے کھانے ملیں وہ کیوں ان پر ہاتھ نہیں ڈالے گا، کیوں ان سے پیٹ بھرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ مگر نظر تو آئے کہ یہ دعوت ہے۔ اگر دعوت کی بجائے وہ محض دستر خوان چنا ہو اور کھانے والا بیمار ہو تو ہر لقمہ جو اٹھائے گا وہ اس کے لئے مصیبت بن جائے گا۔ بیماری کے دنوں میں یہی ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں مجھے تکلیف ہوئی تھی اور کھانے کا مزہ ہی اٹھ گیا۔ وہ نعمتیں جن کو لوگوں کے سامنے دستر خوان پر بچھا ہوا بچوں کے سامنے دیکھتا تھا اور میں

حیرت سے دیکھتا تھا کتنے مزے سے کھا رہے ہیں مگر حکم اٹھ گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے وہ صحت نہ دی جس صحت سے سب کھانوں کے مزے متعلق ہیں تو کھانے بالکل بے کار اور بے معنی دکھائی دے رہے تھے۔ تو یہ فرق ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوت دیکھنے میں اور آپ کے دعوت دیکھنے میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ روحانی دعوت دیکھتے ہیں تو بہت مزے کرتے ہیں کہ سبحان اللہ کیسے کیسے مزے مزے کے کھانے خدا نے ہمارے لئے تیار کئے ہیں اور ایک بیمار آدمی بیٹھا حیرت سے دیکھ رہا ہے کہ کیسے کھا رہے ہیں۔ مجھے تو ہر کھانے کے لئے ایک مصیبت کرنی پڑ رہی ہے، لقمہ گلے سے اترتا نہیں اور کس مزے مزے سے کھا رہے ہیں۔ تو یہ سارے حالات ایسے ہیں جن کو تفصیلی نظر سے دیکھیں تو بات سمجھ آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بھی عبارت ایسی نہیں جو گہری حکمتوں سے عاری ہو ایک نافہم آدمی کو شروع میں سمجھ نہیں آئے گی۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں بڑی روحانی نعمتیں ہیں جو ہمارے سامنے سجائی گئی ہیں اور اکثر آدمی دیکھ کے حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا نعمتیں کھا رہے ہیں۔ ہر چیز سے تو بچنے کا حکم ہے، ہر مزے کے بات تو حرام کر دی گئی ہے تو یہ کیسی دعوت ہوئی جس میں ہر مزے مزے کی بات حرام ہو گئی اور ہر بیہودہ چیز جس کو ہم بیہودہ سمجھ رہے ہیں اس کے متعلق ہے کہ بے شک کھاؤ۔ یہ فہم کا قصور ہے، یہ انسانی فطرت کے رجحانات کا قصور ہے۔ جب بیمار ہوں گے تو یہی کچھ ہو گا۔ اگر بیمار نہیں ہوں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ سنئے :۔

فرماتے ہیں، ''تو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ''۔ اب بتائیں کون انسان ہے جو بیمار حالت میں ان کھانوں کو کھا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتنی آسانی سے فرما رہے ہیں کچھ بھی بات نہیں تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ ''سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہو گا''۔ اگر تم عمداً کسی حکم سے احتراز کرو گے اور منہ بناؤ گے اور اس کھانے کو اپنے نفس کے لئے، اپنی اصلاح کے لئے قبول نہیں کرو گے تو فرماتے ہیں، ''وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہو گا''۔

اب یہ بھی نہیں فرمایا کہ عدالت کے دن ضرور اس کا مؤاخذہ ہو گا۔ یہ دو باتیں الگ الگ ہیں۔ ان کا فرق ہے۔ یہ کہنا ایک بات ہے کہ قیامت کے دن لازماً اس کا مؤاخذہ ہو گا اور یہ کہنا الگ بات ہے کہ وہ مؤاخذہ کے لائق ہو گا۔ آگے اللہ کی مرضی ہے يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَآءُ۔ لازم نہیں ہے کہ ہر قابل مؤاخذہ کو ضرور پکڑے مگر اپنی دانست میں تم خطرے کے نیچے آ گئے۔ اگر آپ بے دھڑک سڑک پار کرتے ہیں اور کوئی موٹر پاس آ کے رک جائے آپ کو نہ کچلے تو اس میں آپ کی کوئی خوبی نہیں۔ مؤاخذہ کے لائق آپ ٹھہر گئے تھے۔ اگر وہ موٹر آپ کو کچل بھی دیتی ہے تو اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ پس مؤاخذہ کے لائق ٹھہرنا اور بات ہے اور مؤاخذہ ہونا اور بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارات بہت ہی باریک اور لطیف عبارات ہیں ان پہ کوئی منطقی اعتراض عائد نہیں ہوتا۔

''وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہو گا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے

قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ"۔ دین العجائز کس کو کہتے ہیں۔ بڑی بوڑھیاں جب ان کو کوئی نیکی کی بات کہی جائے تو بے چون وچرا اس وہ باتیں کر لیتی ہیں۔ کبھی وہ جھگڑا نہیں کرتیں کہ اس میں کیا حکمت تھی، کیوں ہم پر یہ بات فرض کی گئی ہے۔ سیدھی سادی پرانے زمانے کی مائیں آپ نے گھروں میں دیکھی ہونگی جو اکثر دیہاتی زندگی میں اب ایک قصہ پارینہ بن گئی ہیں۔ آج کل تو بعض بوڑھیاں بھی بڑی چالاک ہو گئی ہیں۔ اور وہ بہانے ڈھونڈتی ہیں اسلام سے بچنے کے۔ لیکن پرانے زمانے میں ہم نے وہ عورتیں دیکھی ہوئی ہیں، سیدھی سادی سفید کپڑے پہنے ہوئے، سر کو چُنی سے ڈھانپا ہوا، ان کو جو کہا بی بی آپ یہ کھالیں۔ اچھا یہی کھالیتے ہیں۔ یہ کام کریں، اچھا یہی کام کر لیتے ہیں۔ ان کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ جو بھی احکامات نازل فرماتا ہے وہ ان کی بھلائی کے لئے ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جُوا اپنی گردن پر اٹھاؤ"۔ مسکینی کی حالت ہو گی تو پھر قرآن شریف کا اٹھانا آسان ہو جائے گا۔ اگر مسکینی کی حالت نہ ہو گی تو یہ جُوا جو ہے یہ بہت مشکل پیدا کر دے گا۔ "کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ اور جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا"۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳)

اب حکموں کی تعداد ایک سے دو، دو سے تین، تین سے آگے بڑھتی جارہی ہے، پانچ سو تک پہنچی۔ اب فرماتے ہیں، "سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے، حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا الخیرُ کُلّہ فِی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن کریم میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن مجید میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی"۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۶،۲۷)

اب یہ جو پہلو ہے قرآن کریم سے محبت کا اس کے متعلق آج کل میں بہت زور دے رہا ہوں کہ خصوصاً بچوں کو قرآن کریم پڑھنا لکھنا سکھایا جائے اور اس کے معانی بھی ساتھ ساتھ سکھائے جائیں۔ اکثر لوگ جو ناظرہ پڑھا دیتے ہیں وہ کافی نہیں ہے۔ اگر ناظرہ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ اس کے معانی بھی کچھ سکھاتے چلے جائیں تو قرآن کریم سے محبت ہونا ایک لازمی بات ہے۔ اب مجھے علم نہیں کہ آپ میں سے کتنے ہیں جو میری قرآن کریم کی کلاس کو غور سے سنتے ہیں یا سن سکتے ہیں یا ان تک پہنچتی بھی ہے کہ نہیں۔ مگر اس کلاس میں جو آنے والے ہیں ان میں کم علم عورتیں بھی ہیں، بڑے بڑے صاحب علم مرد بھی ہیں لیکن جب قرآن کریم کو سمجھا کر پڑھایا جائے تو اس سے محبت ہونا ایک لازمی بات ہے، آدمی رک ہی

نہیں سکتا محبت کئے بغیر۔

قرآن کریم پڑھنا اور خشکی یہ دو چیزیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں۔ چنانچہ میں اپنی کلاس کو سمجھاتا ہوں اور بسا اوقات دیکھتا ہوں کہ جب میں قرآن کریم سے فطرت کے راز ان کو سمجھاتا ہوں، قرآن کریم نے کن کن رازوں سے پردہ اٹھایا ہے، کیا کیا معرفت کی باتیں کی ہیں، میری نظر اٹھتی ہے تو میں ان کو بھی روتے ہوئے دیکھتا ہوں اور میری اپنی آنکھیں بھی آنسو بہا رہی ہوتی ہیں۔ اب خشک تعلیم سے تو آنسو نہیں جاری ہوا کرتے۔ لازماً اللہ تعالیٰ کی محبت کے چشمے بہہ رہے ہیں قرآن کریم میں۔ اور وہی چشمے ہیں جو سننے والوں کی آنکھوں سے اور سنانے والے کی آنکھوں سے جاری ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قرآن کریم کے متعلق اس کو نعمت بیان فرماتے ہیں تو ہرگز ایک ذرہ بھی مبالغہ اس میں نہیں ہے۔

ایسی ایسی معرفت کی باتیں قرآن کریم میں بیان ہیں کہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم پڑھیں اور اس سے محبت نہ ہو جائے اور اگر قرآن سے محبت ہو جائے تو زندگی کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ جن لوگوں کو محبت ہوتی ہے ان کی ساری برائیاں دور ہو جاتی ہیں، ان کو ایک نئی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اور بکثرت لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ اگرچہ ہماری اپنی تعلیم زیادہ نہیں تھی مگر قرآن کریم کی کلاس میں بیٹھنے کا موقع ملا اور ہم نے ایک نئی زندگی پالی ہے۔ اب یہی کتاب ایک عام کتاب نہیں ہے جو اسے پڑھتے وقت مشکل ہو، جاگنا مشکل رہے اس کو تو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی تمام خوابیدہ جذبات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور قرآن کی تائید میں اور اس کی حکمتوں کی تائید میں فطرت کا لفظ لفظ بولتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو قرآن کی تعریفیں ہیں اگر آپ ان کو سمجھیں بھی نہیں تو حیرت سے دیکھیں گے اور آپ کی بوریت میں ذرا بھی فرق نہیں آئے گا۔ آپ کہیں گے یہ کوئی عارف باللہ آدمی ہے اس کو مزہ آرہا ہو گا مگر قرآن کریم کا مزہ اٹھانے کے لئے جو بڑے بڑے مرتبے اور مقام کی ضرورت ہے وہ ہمیں نصیب ہی نہیں حالانکہ کسی بڑے مرتبے اور مقام کی ضرورت نہیں دین العجائز کی ضرورت ہے۔ عجز اور انکساری کے ساتھ قرآن کریم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ضرورت ہے، اپنا سر جھکا دیں اور غور سے پڑھیں اور آیات کے تسلسل پر غور کریں تو حیران رہ جائیں گے کہ قرآن کریم کی آیات ایک دوسرے سے اس طرح منسلک ہیں کہ پہلے انسان کے وہم میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ کس طرح تعلیم مسلسل آگے بڑھ رہی ہے اور ایک بات اگلی بات سے منسلک ہوتی چلی جارہی ہے یہ ڈوریاں ہیں جو آپس میں بٹی جارہی ہیں۔

اور اس کا ایک علاج میں آپ کے سامنے یہ رکھ رہا ہوں کہ اگر آپ کو ایم ٹی اے کے ذریعہ سننا ممکن نہیں تو غالباً یہاں امریکہ میں ان قرآن کریم کی کلاسز کی ویڈیو ریکارڈنگ ہو چکی ہو گی۔ اگر ہو چکی ہے تو لازماً گھروں کو مہیا کرنی چاہئے۔ یہ بھی کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں کہ کسی ایک وقت میں ان ویڈیوز کو چلا دیا جائے مگر ہر ایک کے اوقات الگ الگ ہیں اور ضروری نہیں کہ ہر روز اس وقت وہ گھر ہی ہو سارا خاندان بھی کہیں سفر پر جا سکتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ان کا ریکارڈ اپنے گھروں میں رکھیں اور ترتیب کے

ساتھ آپ سب لوگ مل جل کر بیٹھیں اور سننا شروع کریں۔ اگر دس سبق بھی آپ اس طرح پڑھ لیں گے تو پھر آپ کے لئے ان سبقوں سے الگ رہنا ممکن ہی نہیں رہے گا۔ طلب کریں گے کہ کب ہم اگلا سبق شروع کریں مگر پڑھیں اکٹھے اور بچوں کو ساتھ شامل کر کے پڑھیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرآن کریم کے متعلق 'روحانی دعوت' فرمایا اور مزے مزے کے کھانے بتائے وہ آج بھی مل سکتے ہیں، صرف پڑھنے کا طریقہ ہے۔ **اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں جو قرآن کریم کی محبت ڈالی ہے اس دور میں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایات پر عمل کروانے میں یہ محبت ضروری تھی۔** اور جب اس کلاس میں آپ قرآن کریم کو پڑھیں گے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل مقام ظاہر ہوگا۔ کتنے عظیم الشان معلم تھے۔

آپ فرماتے ہیں، "آج کل دنیا کا تو یہ حال ہے کہ قرآن شریف میں کئی ہزار حکم ہیں"۔ اب دیکھیں سات سو اور پانچ سو کی بات ختم ہو گئی۔ فرماتے ہیں "کئی ہزار حکم ہیں ان کی پابندی نہیں کی جاتی۔ ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں خلاف ورزی کر لی جاتی ہے۔ یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹ تو دکاندار بولتے ہیں اور بعض مصالحے دار جھوٹ بولتے ہیں"۔ بعض جھوٹ تو دکاندار بولتے ہیں لیکن مصالحہ لگانا بھی ایک خاص کام ہے اور بعض دکاندار پھر مصالحے لگا لگا کے جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو رجس کے ساتھ رکھا ہے۔ اب کوئی گندی چیز ہو، ناپاک چیز ہو اس کو جتنے مرضی مصالحے لگا لیں وہ کھا تو نہیں سکتے آپ۔ اگر پتہ ہو کہ گند ہے تو گند ہی رہے گا۔ مصالحے لگانے سے وہ گند صاف نہیں ہو جائے گا۔ یہ پرانے زمانے کے ہمارے حکیموں کا طریقہ تھا کہ کوئی دوائی جو انتہائی بدمزہ ہو اس کے ساتھ گلقند ملا دیا کرتے تھے، میٹھا ڈال دیتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اب کوئی مزے لے لے کے کھائے گا، وہ اپنی جہالت کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ اگر وہ دوا تلخ ہے تو ایک دفعہ کھاؤ، پانی پیو، قصہ صاف کرو۔ وہ میٹھا ملا کے اس کو آدھے گھنٹے میں ختم کرنا یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے اور وہ اس موقع پر ہمیشہ مجھے یاد آجاتا ہے۔ میں کئی دفعہ سنا چکا ہوں لیکن پرانے بزرگوں کی پیاری پیاری باتیں یاد رکھنا اچھی بات ہے۔ بار بار جب دہرائی جائیں تو ان کے لئے دعا کی بھی تحریک ہوتی ہے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک میرے ساتھی تھے وہ کھانا الگ سا چھپا کے کھایا کرتے تھے حالانکہ بہت بااخلاق آدمی تھے۔ تو میں نے کہا دیکھوں تو سہی کیا بات ہے تو میں اچانک گیا تو ان کی چپڑی ہوئی روٹی تھی۔ میں اٹھا کے ایک لقمہ کھانے لگا تو کہا آہاں ہاں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کو نہیں میں نے یہ روٹی کھانے دینی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اتنے ہی زیادہ شرمندہ ہوتے جائیں اور اتنا ہی اصرار بڑھتا جائے کہ ایک لقمہ تو میں کھا لوں۔ وہ کہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور سارا کھانا ایک طرف کر دیا۔ آخر ان کو خیال آیا کہ اتنا نیک، اتنا بزرگ، اتنا سخی انسان کوئی بات ہے جو مجھے یہ کھانا نہیں کھانے دے رہا۔ پوچھا کہ بتائیں کیا بات تھی۔ تو انہوں نے

کہا کہ مجھے ڈاکٹر نے Cod-Liver Oil (مچھلی کا تیل) کھانے کا حکم دیا اور اتنا بدبودار ہے کہ میں وہ کھا ہی نہیں سکتا۔ تو میں نے یہ ترکیب سوچی کہ گھی کی بجائے روٹیاں اس سے چپڑ لوں اور روٹیاں چپڑ چپڑ کے ان کو گلے سے اتاروں۔ تو یہ بھی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ والے گندے لوگ گند کو نئے نئے طریقوں کے ساتھ کھاتے ہیں مگر گند تو گند ہی رہے گا وہ تو نہیں کبھی ہٹے گا۔ کہتے ہیں "ہنسی کے طور پر لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے"۔ اب اس کا آغاز ہزارہا حکموں کی بات سے ہوا تھا۔ اب جھوٹ کے تمام شعبوں سے اگر آپ پرہیز کریں تو بتائیں کتنے شعبے بن جائیں گے۔ روزمرہ کی انسانی زندگی میں بے شمار مواقع آتے ہیں جب انسان صاف گوئی اور سچائی سے کام نہیں لیتا بلکہ جھوٹ کی پناہیں ڈھونڈتا ہے اور اس میں سے ہر دفعہ، ہر موقع پر جھوٹ اپنی ذات میں ایک الگ گناہ بن جاتا ہے۔ جن حالات میں وہ بولا گیا، کن کے سامنے بولا گیا، کیا کیا مقصد تھا وغیرہ وغیرہ۔ تو ایک جھوٹ کے شعبے بھی اتنے ہیں جو شمار نہیں ہو سکتے۔ اور اس کے علاوہ جب آپ قانون قدرت پر غور کریں اور زمین و آسمان میں جو قرآن کریم نے گہری حکمتوں کے راز بیان فرمائے ہیں تو ساری کائنات کا مطالعہ آپ پر اتنا ہی زیادہ شکر کو لازم کرے گا۔ بے انتہا چیزیں ملیں گی کہ جب ان پر غور کریں گے تو دل شکر سے بلیوں اچھلے گا۔ تو اسی لئے احکامات کو گننا چھوڑ دیں۔ ان کی گنائی ممکن ہی نہیں۔ جتنے اللہ کے احسان اتنے ہی زیادہ خدا تعالیٰ کے ہاں اوامر اور نواہی ملتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں یہ جو آتا ہے کہ اگر سمندر سیاہی ہو جاتے اور میرے کلمے لکھتے تو وہ سیاہی خشک ہو جاتی خواہ سات سمندر اور آ جاتے مگر کلمات کو لکھ نہیں سکتے تھے۔ پس یہ احکام ہیں، کلمات الٰہی جن کی کوئی حد نہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کلمات کو سمجھنے اور ان کو پڑھ کر اس کے ساتھ جو شکر وابستہ ہیں وہ شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

کینہ نہ رکھو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کرو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بغض و کینہ نہ رکھو۔ بے رخی نہ برتو اور جس طرح خدا نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

(صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم الظن)

عبدالسمیع خان

زہے خلق کامل زہے حسنِ تام

علیك الصلوٰة علیك السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے نقوش

مشرک کی مدد نہیں چاہتے

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور حسرۃ الوبرۃ کے پتھریلے میدانوں میں پہنچے (جو مقام مدینہ سے چار میل پر واقعہ ہے) تو آپؐ سے ایک شخص ملا جس کی اپنی بہادری اور شجاعت میں بڑی شہرت تھی اور وہ بڑا جنگجو مشہور تھا اس کو دیکھ کر صحابہ بہت خوش ہوئے لیکن جب وہ حضور سے ملا اور عرض کیا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ جنگ کے لئے چلوں اور جنگ میں شامل ہوں تو حضور نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اس نے عرض کیا نہیں اس پر آپؐ نے فرمایا واپس چلے جاؤ میں کبھی بھی ایک مشرک سے مدد نہیں لے سکتا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب ہم شجرہ مقام پر پہنچے تو یہی شخص حضور سے ملا اور جو پہلے عرض کیا تھا وہی عرض کیا اس پر حضورؐ نے بھی اس کو پہلے والا جواب دیا اور کہا کہ میں ایک مشرک سے کبھی مدد نہیں لوں گا۔ یہ سن کر وہ شخص پھر واپس ہو گیا لیکن مقام بیداء میں پھر حضور سے ملا اور پہلے والی عرض کی حضورؐ نے بھی اس سے وہی پہلے والا سوال کیا اور فرمایا کہ کیا تم اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہو تب اس بار اس نے عرض کیا کہ ہاں! اس پر حضور نے اس سے فرمایا ٹھیک ہے اب تم ہمارے ساتھ چل کر جنگ میں شامل ہو سکتے ہو۔

(مسلم کتاب الجہاد باب کراھیۃ الاستعانۃ فی الغزو)

قیام نماز

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ ایک شام مجھے نبی کریم ﷺ کا مہمان ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضورؐ نے میرے لئے گوشت کا ایک ٹکڑا بھنوایا پھر حضورؐ چھری لے کر اس کے ساتھ گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر مجھے دینے لگے۔ ہم کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت بلالؓ نے آکر نماز کی اطلاع دی۔ حضورؐ نے چھری ہاتھ سے رکھ دی اور فرمایا اللہ بلال کا بھلا کرے اس کو کیا جلدی ہے (کچھ انتظار کیا ہوتا) اور نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

(ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ترک الوضوء)

آقا پیدل غلام سوار

حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ ایک مرتبہ سفر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور نے اپنی سواری بٹھا دی اور اتر کر فرمایا اب تم سوار ہو جاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپؐ کی سواری پر سوار ہو جاؤں اور آپؐ پیدل، حضورؐ نے پھر وہی ارشاد فرمایا اور غلام کی طرف سے وہی جواب تھا حضورؐ نے پھر اصرار فرمایا تو اطاعت کے خیال سے سواری پر سوار ہو گئے اور حضورؐ نے سواری کی باگ پکڑ کر اس کو چلانا شروع کر دیا۔

(کتاب الولاۃ کندی بحوالہ سیر الصحابہ جلد 2 ص 216 از شاہ معین الدین احمد ندوی ادارہ اسلامیات لاہور)

معاوضہ لے لو

جنگ حنین پر روانہ ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے صفوان بن امیہ سے قریباً 30 زرہیں قرض لیں اور یہ شرط کی کہ اگر ان میں سے کوئی کم ہو گئی تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔ جنگ کے بعد جب زرہیں جمع کی گئیں تو کچھ زرہیں کم تھیں۔ حضور نے صفوان سے فرمایا ان گم شدہ زرہوں کا معاوضہ لے لو۔

مگر صفوان اس دوران مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الاجارہ باب تضمین العاریۃ)

پانی بہا دیا گیا

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک اعرابی مسجد نبویؐ میں آیا اور مسجد کے ایک حصہ میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے اس کو جھڑکا کہ یہ کیا کرتا ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور اس کو پیشاب کرنے دیا اور جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے پانی کا ڈول لانے کا حکم دیا اور پھر حضورؐ کے حکم سے اس جگہ پانی بہا دیا گیا۔

(صحیح بخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول)

☆......☆......☆......☆

رقّت قلب

مصعب بن عمیرؓ مکہ کے ایک بڑے صاحب اثر اور امیر خاندان کے نوجوان تھے جو ابتدائی زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ مسلمان

ہونے سے پہلے بڑی امیرانہ ٹھاٹ سے رہتے اور بہت عمدہ لباس پہنا کرتے تھے مسلمان ہوئے تو ان کو ان کے اموال سے محروم کر دیا گیا۔

محمد بن کعب ؓ انہی مصعب ؓ بن عمیر ؓ کے بارہ میں یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ محمد بن کعب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہوئے سنا۔ ان کو حضرت علی ؓ نے بتایا کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب ؓ بن عمیر سامنے سے ہماری طرف آتے دکھائی دئے۔ اس وقت سوائے ایک چادر کے جو اس قدر پھٹی ہوئی تھی کہ اس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے ان کے تن پر اور کوئی لباس نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کی نگاہ ان کی طرف اٹھی خیال آیا کہ کبھی یہ شخص ہر وقت امیرانہ لباس میں ملبوس رہتا تھا اور آج اس کی یہ حالت ہے اور بے اختیار حضور ؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

(کنز العمال جلد 7 ص 86)

انصاف کا بلند ترین معیار

زہری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ فتح مکہ کے دنوں کی بات ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت نے چوری کی (حضور ؐ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا) لیکن اس کی قوم کے لوگ جھٹ سے اسامہ ؓ بن زید کے پاس ان سے حضور ؐ کی خدمت میں سفارش کرانے کو پہنچ گئے۔ عروہ کہتے ہیں کہ جب (حضرت) اسامہ ؓ نے آنحضرت ﷺ سے (اس عورت کو معاف کر دینے کے بارہ میں) عرض کیا تو حضور ؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ کیا تم مجھ سے ان حدود کے بارہ میں سفارش کرتے ہو جو اللہ نے قائم کی ہیں (اور چاہتے ہو کہ خدا کی حدود کو بالائے طاق رکھ دوں اور اس عورت کو ان حدود سے آزاد چھوڑ دوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا) اس پر حضرت اسامہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (مجھ سے بہت گناہ ہوا ہے) میرے لئے (اپنے مولیٰ سے) مغفرت طلب کیجئے۔ پھر جب شام ہوئی تو حضور ؐ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور جیسا کہ اللہ کا حق ہے اس کی تعریف فرمائی پھر فرمایا اپنے مولیٰ کی ثناء کے بعد (میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ) جس چیز نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کیا وہ یہی تھی کہ اگر ان میں کوئی شریف اور بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور اور غریب آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے (اور اسے سزا دیتے لیکن سنو) مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر محمد ؐ کی بیٹی فاطمہ ؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں۔

(بخاری کتاب المغازی باب مقام النبی)

احتیاط کی معراج

حضرت عقبہ ؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے مدینے میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ ؐ نے سلام پھیرا اور جلدی سے کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنوں پر سے کودتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے ایک کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگ آپ ؐ کی اس جلدی کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ آپؐ جب باہر تشریف لائے تو معلوم کیا کہ لوگ آپ ؐ کی جلدی پر متعجب ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ مجھے یاد آگیا کہ تھوڑا سا سونا ہمارے پاس رہ گیا ہے اور میں نے ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس پڑا رہے اس لئے میں نے جا کر حکم دیا کہ اسے تقسیم کر دیا جائے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من صلی بالناس)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ مال کے معاملہ میں نہایت محتاط تھے اور کبھی پسند نہ فرماتے کہ کسی بھول چوک کی وجہ سے لوگوں کا مال ضائع ہو جائے۔ آپ کی نسبت یہ تو خیال کرنا بھی گناہ ہے کہ نعوذ باللہ آپؐ اپنے نفس پر اس بات سے ڈرے ہوں کہ کہیں اس سونے کو میں نہ خرچ کر لوں۔ مگر اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ آپؐ اس بات سے ڈرے کہ کہیں جہاں رکھا ہو وہیں نہ پڑا رہے اور غرباء اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہ جائیں۔ اور اس خیال کے آتے ہی آپ دوڑ کر تشریف لے گئے اور فوراً وہ مال تقسیم کروایا اور پھر مطمئن ہوئے۔

(سیرۃ النبی ص 97)

خطرہ میں سب سے آگے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ کیا تم لوگ جنگ حنین کے دن رسول کریم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ آپ نے جواب میں کہا کہ رسول کریم ﷺ نہیں بھاگے۔ ہوازن ایک تیرانداز قوم تھی اور ہم جب ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گئے۔ ان کے بھاگنے پر مسلمانوں نے ان کے اموال جمع کرنے شروع کئے لیکن ہوازن نے ہمیں مشغول دیکھ کر تیر برسانے شروع کئے پس اور لوگ تو بھاگے مگر رسول کریم ﷺ نہ بھاگے بلکہ اس وقت میں نے دیکھا تو آپ ؐ اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان نے آپ ؐ کے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور آپ ؐ فرما رہے تھے میں نبی ؐ ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبد المطلب کی اولاد میں سے ہوں۔

(بخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ)

آنسو بہہ پڑے

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن سناؤ میں نے کہا کہ کیا میں آپ ؐ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن شریف آپ ؐ ہی پر نازل ہوا ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ بھی پسند ہے کہ میں دوسرے کے منہ سے سنوں۔ پس میں نے سورۃ نساء میں سے کچھ پڑھا یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا کہ پس کیا حال ہوگا جب ہر ایک امت میں سے ہم ایک شہید لائیں گے اور تجھے ان لوگوں پر شہید لائیں گے اس پر آپ ؐ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا کہ بس کرو۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ ؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر باب کیف اذا جئنا)

خوف خدا

جنگ بدر کے موقع پر جبکہ دشمن کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ اپنے جاں نثار بہادروں کو لے کر موجود تھے۔ تائید الٰہی کے آثار ظاہر تھے کفار نے اپنے قدم جمانے کے لئے پختہ زمین پر ڈیرے لگائے تھے اور مسلمانوں کے لئے ریت کی جگہ چھوڑی تھی لیکن خدا نے بارش بھیج کر کفار کے خیمہ گاہ میں کیچڑ ہی کیچڑ کر دیا اور مسلمانوں کی جائے قیام مضبوط ہو گئی۔ اسی طرح اور بھی تائیدات سماوی ظاہر ہو رہی تھیں لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کا خوف آنحضرت ﷺ کے دل پر ایسا غالب تھا کہ سب وعدوں اور نشانات کے باوجود اس کے غناء کو دیکھ کر گھبراتے تھے اور بیتاب ہو کر اس کے حضور میں دعا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو فتح دے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ جنگ بدر میں ایک گول خیمہ میں تھے اور فرماتے تھے کہ اے میرے خدا میں تجھے تیرے عہد اور وعدے یاد دلاتا ہوں اور ان کے ایفاء کا طالب ہوں۔ اے میرے رب اگر تو ہی (مسلمانوں کی تباہی) چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ بس کیجئے آپؐ نے تو اپنے رب سے دعا کرنے میں حد کر دی۔ رسول کریم ﷺ نے اس وقت زرہ پہنی ہوئی تھی آپ خیمہ سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ ابھی ان لشکروں کو شکست ہو جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے بلکہ یہ وقت ان کے انجام کا وقت ہے اور یہ وقت ان لوگوں کے لئے نہایت سخت اور کڑوا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی درع النبی ﷺ)

آٹا اور پانی گرا دو

جس جگہ پر عذاب آچکا ہو وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ٹھہرتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اس قدر خائف تھے اور اس کا تقویٰ آپؐ کے دل میں ایسا مستولی تھا کہ نہ صرف آپؐ ایسے افعال سے محفوظ تھے کہ جن سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہو اور نہ صرف لوگوں کو ایسے افعال میں مبتلا ہونے سے روکتے تھے بلکہ آپؐ ان مقامات میں ٹھہرنا برداشت نہ کرتے تھے جس جگہ کسی قوم پر عذاب آچکا ہو۔ اور ان واقعات کو یاد کر کے ان افعال کو آنکھوں کے سامنے لا کر جن کی وجہ سے وہ عذاب نازل ہوئے آپؐ اس قدر غضب الٰہی سے خوف کرتے کہ اس جگہ کا پانی تک استعمال کرنا آپؐ مکروہ جانتے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر مقام حجر پر اترے آپؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ پانی بھریں یہ حکم سن کر صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور پانی بھر لیا ہے آپؐ نے حکم دیا کہ اس آٹے کو پھینک دو اور اس پانی کو بہا دو۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب الی ثمود)

علم کا سمندر

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا نماز اپنے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کونسا عمل۔ فرمایا کہ والدین سے نیکی کرنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون سا عمل ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کوشش کرنا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مجھ سے نبی کریمؐ نے یہ بیان فرمایا اور اگر میں آپؐ سے اور پوچھتا تو آپؐ اور بتاتے۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب فضل الصلوۃ)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

بظاہر تو یہ حدیث ایک ظاہر بین کو معمولی معلوم ہوتی ہوگی لیکن غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپؐ کا وقار کیسا تھا کہ صحابہؓ آپؐ سے جس قدر سوال کئے جائیں آپ گھبراتے نہ تھے بلکہ جواب دیتے چلے جاتے اور صحابہؓ کو یقین تھا کہ آپؐ ہمیں ڈانٹیں گے نہیں۔ امراء کو ہم دیکھتے ہیں کہ ذرا کسی نے دو دفعہ سوال کیا اور چیں بجبیں ہو گئے۔ کیا کسی کی مجال ہے کہ کسی بادشاہ وقت سے بار بار سوال کرتا جائے اور وہ اسے کچھ نہ کہے بلکہ بادشاہوں اور امراء سے تو ایک دفعہ سوال کرنا بھی مشکل ہوتا ہے اور وہ سوالات کو پسند ہی نہیں کرتے اور سوال کرنا اپنی شان کے خلاف اور بے ادبی جانتے ہیں اور اگر کوئی ان سے سوال کرے تو اس پر سخت غضب نازل کرتے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں کہ باوجود ایک ملک کے بادشاہ ہونے کے طبیعت میں ایسا وقار ہے کہ ہر ایک چھوٹا بڑا جو دل میں آئے آپؐ سے پوچھتا ہے اور جس قدر چاہے سوال کرتا ہے۔ لیکن آپؐ اس پر بالکل ناراض نہیں ہوتے بلکہ محبت اور پیار سے جواب دیتے ہیں اور اس محبت کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ اپنے دلوں میں یقین کر لیتے ہیں کہ ہم جس قدر بھی سوال کرتے جائیں آپؐ ان سے اکتائیں گے نہیں۔ کیونکہ جو حدیث میں اوپر لکھ آیا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف اس موقع پر آپؐ اعتراضات سے نہ گھبرائے بلکہ آپؐ کی یہ عادت تھی کہ آپؐ دین کے متعلق سوالات سے نہ گھبراتے تھے کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جتنے سوال آپؐ سے کئے آپ نے ان کا جواب دیا۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ لواستزدت لزاد اگر میں اور سوال کرتا تو آپؐ پھر بھی جواب دیتے۔ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ آپ جس قدر سوالات بھی کرتے جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہ ہوں گے بلکہ ان کا جواب دیتے جائیں گے اور یہ نہیں ہو سکتا تھا جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت یہ نہ ہو کہ آپؐ ہر قسم کے سوالات کا جواب دیتے جائیں۔

(سیرۃ النبی صفحہ 87)

رحمت کے نظارے

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور

ﷺ جب کسی کو رخصت فرماتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر جب تک وہ شخص خود اپنا ہاتھ نہ چھڑاتا حضورؐ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ یہی استقبال کے وقت ہوتا۔ محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر سے واپس آیا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور حضورؐ نے میرا ہاتھ اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک میں نے خود حضورؐ کا ہاتھ نہ چھوڑا۔

(ہیثمی جلد 9 ص 16 باب حسن خلقہ وطبرانی)

☆......☆......☆......☆

مجھے بھی ثواب کی خواہش ہے

آنحضرت ﷺ جب غزوہ بدر کے لئے مدینہ سے نکلے تو سواریاں بہت کم تھیں تین تین آدمیوں کے حصے ایک ایک اونٹ آیا۔ آنحضرت ﷺ خود بھی اس تقسیم میں شامل تھے۔ اور آپؐ کے حصہ میں جو اونٹ آیا اس میں آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ اور حضرت ابو لبابہؓ بھی شریک تھے اور سب باری باری سوار ہوئے۔

جب رسول کریم ﷺ کے اترنے کی باری آتی تو دونوں جانثار عرض کرتے یا رسول اللہ آپ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے مگر آپؐ فرماتے تم دونوں مجھ سے زیادہ پیدل چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ میں تم دونوں سے زیادہ ثواب سے مستغنی ہوں۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 411۔ المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر بیروت)

گمشدہ پیالے کی قیمت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک بڑا پیالہ کسی سے مستعار لیا۔ مگر وہ گم ہوگیا تو حضورؐ نے اس کا تاوان یعنی اس کی قیمت ادا فرمائی۔

(ترمذی ابواب الاحکام باب فیمن یکسر لہ شئی)

میرا خدا بچائے گا

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نجد کی طرف حضور کی قیادت میں جہاد کیا جب حضور اس جنگ غزوہ ذات الرقاع سے واپس لوٹے تو جابر بھی ساتھ لوٹے جابر کہتے ہیں کہ واپسی پر ہمیں قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں آیا جس میں کثرت سے خار دار درخت اگے ہوئے تھے۔ حضور (اور قافلہ) وہاں اتر پڑے صحابہ حضورؐ کو چھوڑ کر اس خاردار درختوں کے جنگل میں درختوں کے سایوں کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے (حضور کو اکیلا چھوڑ دیا) حضورؐ بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار لٹکا دی اور سو گئے۔ جابر کہتے ہیں پھر ہمیں اچھی گہری نیند آگئی ہم سوئے ہوئے تھے کہ ہم نے حضورؐ کی آواز سنی جو ہمیں بلا رہے تھے ہم حضورؐ کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو حضورؐ کے پاس بیٹھا ہے اس وقت حضورؐ نے ہمیں بتایا کہ میں سو رہا تھا کہ اس شخص نے میری تلوار میرے پر سونت لی۔ میری آنکھ کھل گئی اور یہ تلوار سونتے ہوئے سر پر کھڑا تھا۔ میں جاگا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے تو میں نے اسے جواب دیا اللہ۔ اب دیکھ لو یہی وہ شخص ہے جو یہاں بیٹھا ہے جابر کہتے ہیں کہ حضور نے اس اعرابی کو کوئی سزا نہ دی۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع)

جانوروں کے لئے رحمت

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیا اور مجھے ایک رازدار بات بتائی جو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا (جعفرؓ کہتے ہیں کہ) حضورؐ کو قضائے حاجت کے لئے اونچی باڑیا کھجوروں کے جھنڈ کا پردہ پسند تھا حضورؐ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ حضورؐ کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جو حضورؐ کو دیکھ کر رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضورؐ اس کے پاس گئے اس کی گردن کے بالوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور وہ چپ ہوگیا۔ پھر آپؐ نے آواز دی کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے اور یہ کس کا اونٹ ہے۔ (حضورؐ کی آواز سن کر) ایک انصاری نوجوان نکلا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ میرا اونٹ ہے۔ حضورؐ نے اسے فرمایا "کیا تم ان جانوروں کے بارہ میں اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے جن کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اسے تھکا دیتے ہو۔"

(ابو داؤد کتاب الجہاد باب مایؤمر بہ من القیام علی الدواب والبہائم)

(صفحہ ۱۴ سے آگے)

آغاز کیا۔ اور سورۃ انعام آیت 116 تک درس ارشاد فرمائے۔

15۔ دسمبر: حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں ایک مشتعل ہجوم نے امیر ضلع مکرم ڈاکٹر نواز احمد صاحب کے گھر اور کلینک کو آگ لگادی جس سے لاکھوں کا سامان جل کر راکھ ہوگیا۔

21 دسمبر: ربوہ میں مجلس مقامی کے تحت وقار عمل۔ 4599 خدام و انصار و اطفال کی شرکت۔

22 دسمبر: 14 رمضان کا چاند غیر معمولی بڑا اور روشن تھا۔ یہ واقعہ 133 سال بعد ہوا۔

24 تا 26 دسمبر اطفال الاحمدیہ جرمنی کی دوسری نیشنل علمی ریلی منعقد ہوئی۔

مرتبہ: فرید احمد ناصر صاحب

جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اسے چاہئے دعا کرے

دعا کے بارے میں حضرت مسیح موعود کے ارشادات

دعا کی حقیقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مدار دعا پر ہی تھا اور ہر ایک مشکل میں آپ دعا ہی کرتے تھے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 219)

دعا کیا ہے اور کس طرح کرنی چاہئے

بہت سے لوگ دعا کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ دعا یہی نہیں کہ معمولی طور پر نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور جو کچھ آیا منہ سے کہہ دیا۔ اس دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ دعا نری ایک منتر کی طرح ہوتی ہے نہ اس میں دل شریک ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کوئی ایمان ہوتا ہے۔

یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اول ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی دعا ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجات ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بڑی مشقت اور محنت طلب یہی دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور راستباز ٹھہرایا جاوے۔ یعنی اول اول جو حجاب انسان کے دل پر ہوتے ہیں ان کا دور ہونا ضروری ہے۔ جب وہ دور ہو گئے تو دوسرے حجابوں کے دور کرنے کے واسطے اس قدر محنت اور مشقت کرنی نہیں پڑے گی کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہو کر ہزاروں خرابیاں خود بخود دور ہونے لگتی ہیں اور جب اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اس کا متکفل اور متولی ہوتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کو مانگے اللہ تعالیٰ خود اس کو پورا کر دیتا ہے۔ یہ ایک باریک سِرّ ہے جو اس وقت کھلتا ہے جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے اس سے پہلے اس کی سمجھ میں آنا بھی مشکل ہوتا ہے، لیکن یہ ایک عظیم الشان مجاہدہ کا کام ہے کیونکہ دعا بھی ایک مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ جو شخص دعا سے لاپرواہی کرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا اور اس سے دور ہو جاتا ہے۔ جلدی اور شتاب کاری یہاں کام نہیں دیتی۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو چاہے عطا کرے اور جب چاہے عنایت فرمائے سائل کا کام نہیں ہے کہ وہ فی الفور عطا نہ کئے جانے پر شکایت کرے اور بدظنی کرے بلکہ استقلال اور صبر سے مانگتا چلا جاوے۔ دنیا میں بھی دیکھو کہ جو فقیر اُڑ کر مانگتے ہیں خواہ اس کو کتنی ہی جھڑکیاں دو اور جتنا چاہو گھرکو مگر وہ مانگتے چلے جاتے ہیں اور اپنے مقام سے نہیں ہٹتے یہاں تک کہ کچھ نہ کچھ لے ہی مرتے ہیں اور بخیل سے بخیل آدمی بھی ان کو کچھ نہ کچھ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر انسان جب اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے اور بار بار مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم ہے وہ کیوں نہ دے؟ دیتا ہے اور ضرور دیتا ہے مگر مانگنے والا بھی ہو۔

انسان اپنی شتاب کاری اور جلد بازی کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے(-) پس تم اس سے مانگو اور پھر مانگو اور پھر مانگو۔ جو مانگتے ہیں ان کو دیا جاتا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ دعا ہو نری بک بک نہ ہو اور زبان کی لاف زنی اور چرب زبانی ہی نہ ہو۔ ایسے لوگ جنہوں نے دعا کے لئے استقامت اور استقلال سے کام نہیں لیا اور آداب دعا کو ملحوظ نہیں رکھا جب ان کو کچھ ہاتھ نہ آیا تو آخر وہ دعا اور اس کے اثر سے منکر ہو گئے اور پھر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ سے بھی منکر ہو بیٹھے کہ اگر خدا ہوتا تو ہماری دعا کو کیوں نہ سنتا۔ ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ خدا تو ہے مگر تمہاری دعائیں بھی دعائیں ہوتیں۔ پنجابی زبان میں ایک ضرب المثل ہے جو دعا کے مضمون کو خوب ادا کرتی ہے اور وہ یہ ہے:-

جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

یعنی جو مانگنا چاہتا ہے اس کو ضروری ہے کہ ایک موت اپنے اوپر وارد کرے اور مانگنے کا حق اسی کا ہے جو اول اس موت کو حاصل کر لے۔ حقیقت میں اسی موت کے نیچے دعا کی حقیقت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجہ کے

اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔ جب انتہائی درجہ اضطرار کا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی قبولیت کے آثار اور سامان بھی پیدا ہو جاتے ہیں پہلے سامان آسمان پر کئے جاتے ہیں اس کے بعد وہ زمین پر اثر دکھاتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک عظیم الشان حقیقت ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اسے چاہئے کہ دعا کرے۔

ان آنکھوں سے وہ نظر نہیں آتا بلکہ دعا کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ کیونکہ اگر دعا کے قبول کرنے والے کا پتہ نہ لگے تو جیسے لکڑی کو گھن لگ کر وہ نکمی ہو جاتی ہے ویسے ہی انسان پکار پکار کر تھک کر آخر دہریہ ہو جاتا ہے ایسی دعا چاہئے کہ اس کے ذریعہ ثابت ہو جاوے کہ اس کی ہستی برحق ہے۔ جب اس کو یہ پتہ لگ جاوے گا تو اس وقت وہ اصل میں صاف ہو گا یہ بات اگرچہ بہت مشکل نظر آتی ہے لیکن اصل میں مشکل بھی نہیں ہے۔ بشرطیکہ تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیوے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 216 تا 218)

بلند تر مراتب پانے کے لئے دعا کی ضرورت ہے

ہاں اس میں کلام نہیں کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدات کرے، لیکن اس مقام کے حصول کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہے۔ انسان کمزور ہے جب تک دعا سے قوت اور تائید نہیں پاتا۔ اس دشوار گذار منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ خود اللہ تعالیٰ نے انسان کی کمزوری اور اس کے ضعف حال کے متعلق ارشاد فرمایا ہے (-) (النساء : 29) یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اس کی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے عالی درجہ اور ارفع مقام کے حاصل کرنے کا دعویٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اس کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں اور دشوار گذار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کو جذب کرنے والی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے۔ ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے۔ اور نرے اسباب پر گر رہنا۔ اور دعا کو لاشئی محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔ یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 148، 149)

آداب دعا

میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ان کی اپنی غلطی اور کمزوری ہے۔ جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اس کا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھرلے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح جس کو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرۂ پانی سے اس کی پیاس کب بجھ سکتی ہے، بلکہ سیر ہونے کے لئے چاہئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے۔ تب جا کر اس کی تسلی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح پر دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ اس وقت تک ہٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں، کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں۔ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچالیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے اور نیکیوں پر استقامت اس کے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 204، 205)

ایمانی و عملی طاقت

بڑھانے کا ذریعہ

دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی

کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 207)

لذّاتِ دنیا کی مثال

دنیا کی لذت خارش کی طرح ہے۔ ابتداً لذت آتی ہے۔ پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر اس میں سے خون نکل آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کی طرح بن جاتا ہے اور اس میں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ گھر بہت ہی ناپائیدار اور بے حقیقت ہے۔ مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مردے کو اختیار دے دے کہ وہ پھر دنیا میں چلا جاوے تو وہ یقیناً توبہ کراٹھے کہ میں اس دنیا سے باز آیا۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے' کیونکہ وہ دردمندوں کی دعاؤں کو سن لیتا ہے مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ دعائیں مانگنے سے انسان تھکے نہیں تو کامیاب ہو گا۔ اگر تھک جاوے گا تو نری ناکامی نہیں بلکہ ساتھ بے ایمانی بھی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے بدظن ہو کر سلب ایمان کر بیٹھے گا۔ مثلاً ایک شخص کو اگر کہا جاوے کہ تو اس زمین کو کھود۔ خزانہ نکلے گا مگر وہ دو چار پانچ ہاتھ کھودنے کے بعد اسے چھوڑ دے اور دیکھے کہ خزانہ نہیں نکلا تو وہ اس نامرادی اور ناکامی پر ہی نہ رہے بلکہ بتانے والے کو بھی گالیاں دے گا.' حالانکہ یہ اس کی اپنی کمزوری اور غلطی ہے جو اس نے پورے طور پر نہیں کھودا۔ اسی طرح جب انسان دعا کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو اپنی نامرادی کو اپنی سستی اور غفلت پر تو محمول نہیں کرتا' بلکہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے اور آخر بے ایمان ہو جاتا ہے اور آخر دہریہ ہو کر مرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 17' 18)

دعا پر ناز کرنا چاہئے

اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جس قدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا۔ اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جائے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ (-) خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہی دعا تو ہے جس پر (احمدیوں) کو ناز کرنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 206)

قبولیت دعا کی شرائط

یہ بات بھی بحضور دل سن لینی چاہئے کہ قبول دعا کے لئے چند شرائط ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو دعا کرنے والے کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض دعا کرانے والے کے متعلق دعا کرانے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدنظر رکھے اور اس کے غناء ذاتی سے ہروقت ڈرتا رہے اور صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنالے۔ تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے' تو ایسی صورت میں دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اور اس سے بگاڑ اور جنگ قائم کرتا ہے' تو اس کی شرارتیں اور غلط کاریاں دعا کی راہ میں ایک سد اور چٹان ہو جاتی ہیں۔ اور استجابت کا دروازہ اس کے لئے بند ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص 68)

دعا پر استقامت اختیار کرو

ہروقت دعا کرتا رہے کیونکہ دعا تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ دعا کے ساتھ مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو دعا کی قدر و قیمت معلوم نہیں وہ بہت جلد ملول ہو جاتے ہیں اور ہمت ہار کر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ دعا ایک استقلال اور مداومت کو چاہتی ہے۔ جب انسان پوری ہمت سے لگا رہتا ہے تو پھر ایک بدخلقی کیا ہزاروں بدخلقیوں کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اور اسے کامل مومن بنا دیتا ہے لیکن اس کے واسطے اخلاص اور مجاہدہ شرط ہے جو دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد [illegible] 615)

بھائی کا عیب دیکھ کر دعا کرو

ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں' لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 60)

حضرت مسیح موعود کی چند دعائیں

فرمایا: میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

اول۔ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے' جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم - پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں -
چہارم - پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام -
پنجم - اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں ' یا نہیں جانتے -

(ملفوظات جلد اول ص 309)

ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچائیں

پس ہمارے دوستوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچاویں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں جو ان کی ناشائستہ حرکات سے پیدا ہو سکتی ہے - ان کو چاہئے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں ' کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے - تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت سے ہیں ' لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل استقلال اور خلوص سے طے کرے ' تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) (المائدہ: 28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے - یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا - جیسا کہ فرمایا ہے (-) (الرعد: 32) پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے ' تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے ' تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے - لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو - ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے ' تاکہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے - اور زیادتی ایمان کا حصہ لے - (ملفوظات جلد اول ص 68)

صفحہ ۲۷ سے آگے

مجھ پر حملہ کیا اور میری عزت لینا چاہتا تھا تو خدا تعالیٰ نے وہاں بھی مدد فرمائی ایک صاحب تھے ان کی محفل میں رہنے والے یا خاندان کے آدمی تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ یہ دیکھو کہ قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے یا پیچھے سے اگر یوسفؑ نے حملہ کیا ہو زلیخا پر تو اس کا گریبان پھٹنا چاہئے لیکن اگر زلیخا نے کیا ہو گا تو پیچھے سے پھٹی ہو گی تو وہ قمیص جب دیکھی تو پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی تو یہ قمیص حضرت یوسف علیہ السلام کی ایک اور نشان بن گئی اور اس بات پر پھر لمبا قصہ ہے کہ پھر قید میں کس طرح ڈالا گیا پھر ایک لمبا واقعہ ہے - بعد میں بھائی غلہ لینے آگئے جب وہ واپس جانے لگے تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ یہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے باپ کو دینا وہ بات سمجھ جائیں گے انہیں یقین تھا کہ پہلی قمیص جھوٹی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا نے انہیں اس انجام تک پہنچایا ہو کیونکہ خواب میں دیکھا تھا کہ سارے بھائی بھی ماں باپ بھی سجدہ کر رہے ہیں یعنی ان کے سامنے جھک گئے ہیں ان کی اطاعت میں آگئے ہیں تو اس خیال سے یہ ناممکن تھا کہ خواب پوری نہ ہو اور حضرت یعقوبؑ کو ایک لمحے کا بھی شک نہیں تھا تو جب وہ قمیص اپنی انہوں نے بھیجی تو پھر ان کو سمجھ آگئی کہ یہ یوسفؑ کی قمیص ہے اس طرح اس قمیص کا تین دفعہ کا ذکر ملتا ہے -

سوال:- قرآن کریم کی 114 سورتیں جو ہیں ان کے نام الہامی ہیں یا بعد میں تجویز ہوئے -

جواب:- سب نام الہامی ہیں ایک بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے نہیں بنایا سارے نام خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں -

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی

مجلس عرفان

سوال:- حضور کئی سورتوں کے ایک سے زیادہ نام ہیں -

جواب:- ان میں بھی حکمتیں ہیں یہ بتانے کی خاطر کہ ان سورتوں میں بہت سی برکتیں ہیں اور ناموں سے ان سورتوں کی برکت کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے مثلاً سورۃ فاتحہ ہے - **فاتحۃ الکتاب** (شروع کرنے والی) کھولنے والی اور اس سورۃ کا نام شفا بھی ہے تو اور بہت سے نام ہیں سورۃ فاتحہ کے تو یہ اس کے مضامین کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں -

سوال:- کچھ سورتیں مکی ہیں کچھ مدنی ہیں اور سورۃ مائدہ ہے اس کا کچھ حصہ مکہ میں نازل ہوا اور کچھ مدینہ میں یہ کیسے فیصلہ کیا جاتا ہے کہ مکی ہو یا مدنی ہو -

جواب:- ہجرت کے بعد کی سورتیں مدنی کہلاتی ہیں اگرچہ وہ مکہ میں نازل ہوئی ہوں اور ہجرت سے پہلے کی سورتیں مکی ہی کہلائیں گی خواہ ان میں بعض آیات مدینے میں بھی نازل ہوئی ہوں -

⌘ ⌘ ⌘ ⌘ ⌘ ⌘ ⌘ ⌘ ⌘

حضرت خلیفة المسیح الرابع ایده الله کی

مجلسِ عرفان

18 فروری 2000ء

مرتبہ: غلام مصطفیٰ تبسم صاحب

سوال:۔ خطرناک بیماریاں جو انسان کے اندر پوشیدہ ہوتی ہیں ان سے بچنے کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر کون سی دعائیں کرنی چاہئیں۔

جواب:۔ دراصل پوشیدہ بیماریاں ہوں یا ظاہری بیماریاں ہوں ایک دعا ایسی ہے جو ان سب میں بہت کام آتی ہے اللھم انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک فاشف مرضانا شفاء کاملاً عاجلاً لا یغادر سقما اس دعا کی میں بہت پابندی کرتا ہوں اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اپنوں کے لئے بھی اور غیروں کے لئے بھی جو دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں ان کے لئے یہ دعا کرتا ہوں تو آپ بھی دعا کیا کریں اس کا ترجمہ یہ ہے اے میرے خدا شفاء دینے والا تو ہی ہے تیری شفاء کے سوا کوئی اور شفاء نہیں ہے پس ہمارے مریضوں کو اچھا کر دے شفاء دے جلدی کامل ایسی شفاء کہ اس کے بعد بیماری کا بد اثر باقی نہ رہے اس کے سوا ایک اور دعا بھی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا وہ بھی بہت پیاری دعا ہے فاذا مرضت فھو یشفین کہ بیمار تو میں ہوتا ہوں اور اچھا اللہ میاں کرتا ہے میرا خدا کتنا مہربان ہے کہ اپنی غلطیوں سے میں بیمار ہوتا ہوں کوتاہیوں سے بیمار ہوتا ہوں اور جب اچھا کرتا ہے تو میرا خدا اچھا کر دیتا ہے تو اس دعا کو بھی یاد رکھیں پھر ایک عمومی دعا ہے جس کو اسم اعظم کا نام بھی دیا گیا ہے۔ رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی یہ تین دعائیں ایسی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوال میں کافی ہوں گی ویسے جو دل میں آئے دعا کریں۔

سوال:۔ آتش فشاں پہاڑ کیوں پھٹتے ہیں۔

جواب:۔ حضور نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ اس کا ایک حصے کا جواب تو ابھی ہو چکا ہے یہ سوال پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو میں عمومی طور پر تو جانتا ہوں لیکن میں نے پسند کیا کہ علمی طور پر اس کا کوئی ٹھوس جواب دیا جائے جو علماء اس فن کے ماہر ہیں۔ انہوں نے لکھا ہو اتفاق سے جب یہ سوال آیا دوسرے دن ہی الفضل میں ایک تفصیلی مضمون بھی آ گیا (الفضل ربوہ 2 فروری 2000ء) وہ بھی آتش فشانوں کے پھٹنے کے متعلق تھا تو میں نے سوچا کہ اس سے اور دوسرے ماہرین کے علم سے فائدہ اٹھایا جائے ہمارے جو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ہیں منیر احمد صاحب جاوید ان کی بیٹی بھی بڑی ہوشیار اور قابل ہیں انہوں نے انٹرنیٹ سے یہی سوال کر کے کچھ معلومات اکٹھی کیں پھر میں نے سب کو جوڑ دیا اور سنئے ذرا زمین کا جو مرکز ہے اندر زمین میں وہ ہمیشہ ابلا ہوا رہتا ہے پگھلی ہوئی حالت میں ہے اس کا درجہ حرارت 5000 سنٹی گریڈ ہے اور 5000 سینٹی گریڈ پہ لوہا پتھر ہر چیز پگھل جاتی ہے کوئی چیز بھی ٹھوس حالت میں رہ ہی نہیں سکتی۔ اس پگھلے ہوئے مادے کو اصطلاح میں میگما کہا جاتا ہے یہ بعض جگہ زمین کی سطح سے صرف پندرہ میل اندر کی طرف ہے یعنی آپ جس کو زمین کی سطح سمجھ رہے ہیں اس سے صرف 15 میل نیچے اتریں تو میگما شروع ہو جائے گا اور بعض جگہ ایک سو میل نیچے ہے اس میگما میں اندر ہی اندر جو گیسیں پیدا ہوتی ہیں وہ ہلکی ہونے کی وجہ سے اوپر آتی رہتی ہیں تو پگھلا ہوا میگما تو نیچے ہی رہتا ہے اس کی گیسیں اوپر چڑھتی جاتی ہیں اور وہ بڑا سخت دباؤ ڈالتی ہیں اب اوپر خول ہے جب وہ گیسیں اس پر دباؤ ڈالتی ہیں تو ان کا دباؤ بڑھتا جاتا ہے اور خول اس کو بند رکھتا ہے بہت دیر تک یہاں تک کہ اتنا زیادہ دباؤ پڑتا ہے کہ جب وہ پھٹتا ہے تو بہت سخت زلزلہ آتا ہے بے انتہا تباہی مچتی ہے اور جو اس کے نتیجے میں لاوہ ہے وہ پھوٹ کے بہت دور دور تک چلا جاتا ہے اب میں آپ کو سمجھانے کی خاطر وہ مثالیں بھی دوں گا کہ یہ دنیا میں بڑے بڑے آتش فشاں پہاڑ کیسے پھٹے ہیں طاقتیں کتنی کتنی تھیں تو اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ انسان کی بنائی ہوئی چیزوں کی طاقت ایٹم بم وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو زمین کے اندر خدا تعالیٰ نے مادے پیدا کئے ہوئے ہیں ان کے پھٹنے سے جو قیامت آتی ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ وہ مادہ اتنے زور کا پھٹتا ہے کہ سینکڑوں ٹن کے پتھر اٹھا کے اوپر چڑھا دیتا ہے اور بعض دفعہ اتنا زیادہ زور ہوتا ہے کہ آتش فشاں پہاڑ خود پھٹ کر بے چارہ دو ٹکڑے ہو جاتا ہے ایک ادھر گر گیا ایک ادھر گر گیا اب ایک اور بھی اس سے

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

سلسلہ چلتا ہے اندر کا مادہ نکل نکل کر آتش فشاں پہاڑ سے باہر چلا جاتا ہے پیچھے خلا سا رہ جاتا ہے اوپر کے پتھر' پہاڑ چٹانیں وغیرہ اندر گر جاتی ہیں اس طرح آتش فشاں پہاڑ کے اندر نیچے تک پتھر اور چٹانیں وغیرہ دوبارہ داخل ہو جاتی ہیں اور ان کو جب اوپر سے دیکھا جائے تو بہت بڑا ایک خلاء نظر آتا ہے ان میں پھر آہستہ آہستہ جھیلیں وغیرہ بنتی ہیں آسمان سے بارش نازل ہوتی رہتی ہے وہ پانی اس گڑھے میں جمع ہوتا رہتا ہے

ایک امریکہ میں ہے یہ چھ میل چوڑی اور تقریباً اسی قدر لمبی یعنی چھ میل چوڑی چھ میل لمبی ہے اور اس میں آہستہ آہستہ پتہ نہیں کس مدت سے پانی جمع ہو رہا ہے وہ ایک بہت ہی خوبصورت عظیم الشان جھیل اونچائی پر بن گئی ہے اور اس کی گہرائی پتہ ہے کتنی ہے 1932 فٹ بے شمار گہرائی ہے یہ آتش فشاں پہاڑ سے جو مادے گرتے رہتے ہیں ان سے آہستہ آہستہ پھر پتھریلے ٹیلے بننے شروع ہو جاتے ہیں پھر مٹی کی تہہ جمتی ہے تو اونچی جگہیں جس کو عربی میں ربوہ بھی کہتے ہیں اس قسم کا علاقہ بن جاتا ہے اچھا اور سنئے عجیب وغریب واقعات سمندر میں جب آتش فشاں پھٹتے ہیں باہر ہی نہیں سمندر کے اندر بھی آتش فشاں ہوتے ہیں تو بعض دفعہ اتنے شدید طوفان آتے ہیں کہ ایک دفعہ انڈونیشیا کے قریب زیر سمندر آتش فشاں پہاڑ پھٹا تو اس کے نتیجے میں اتنی لہریں بلند ہوئیں سمندر کی کہ ساٹرا اور جاوا کے ساحل کی طرف لپکیں اور ان کی وجہ سے 36000 آدمی ڈوب کر مر گئے اس آتش فشاں کے پھٹنے سے جو دھماکہ ہوا ہے کبھی کو اندازہ ہے کہ کتنی دور تک آواز گئی ہوگی۔ کوئی بتا سکتا ہے آپ میں سے (حاضرین سے مخاطب ہو کر) کتنی دور تک آواز گئی ہوگی' میں بتاتا ہوں 3000 میل دور تک آواز گئی تھی اس جگہ جہاں آتش فشاں پہاڑ پھٹا تھا اس سے 3000 میل دور تک اس دھماکے کی آواز تھی اندازہ کریں کتنی خوفناک آواز ہوگی۔ امریکہ میں ایک بہت بڑا آتش فشاں پہاڑ پھٹا تھا اس سے چند منٹوں میں پورا سینٹ پیٹرسبرگ کلیتاً تباہ ہو گیا تھا اور 38000 جانیں تباہ ہوئی تھیں میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ایٹم بم وغیرہ سے بہت زیادہ طاقت پیدا ہوتی ہے یعنی طاقت ریلیز ہوتی ہے۔ اس کی مثال دے رہا ہوں آپ کو۔ انڈونیشیا کا آتش فشاں پہاڑ ٹیمبورہ 1815ء عیسوی میں پھٹا تو اس سے اتنی تباہی نکلی اتنی توانائی تھی' حاضرین میں سے دریافت فرمایا کہ کتنے ایٹم بم کے برابر توانائی نکلی ہوگی جو بھی صحیح جواب دے گا اس کو انعام ملے گا ایک صاحب نے بتایا کہ 1500 ایٹم بم کے برابر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کمال ہے اتنی لمبی چھلانگ لگائی ہے آپ نے 500۔ ایٹم بم حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ 60 لاکھ ایٹم بموں کے برابر تھی حضور نے فرمایا 60 لاکھ ایٹم بموں کے برابر اس کی توانائی ریلیز ہوئی تھی تو یہ اللہ میاں کی شان ہے اس کی قدرت کے عجیب عجیب کام ہیں۔

سوال:۔ میرا سوال حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق ہے قرآن کریم میں تین موقعوں پر ان کے لئے بریت یا ان کے لئے خوشخبریں پہنچائیں کُرتے کو ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جیسے پہلے ان کے بھائی کرتہ لے کے آئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس کہ ان کو بھیڑیا کھا گیا ہے دوسرے موقع پر عزیز مصر کی بیوی نے ان پر الزام لگایا تو ان کی بریت کے لئے کُرتے کو پیش کیا گیا اور تیسرے موقع پر جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو انہوں نے اپنی زندگی کی خوشخبری سنائی تھی تو اس وقت بھی کُرتے کو ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے تو اس میں کیا حکمت ہے۔

جواب:۔ حضور نے فرمایا یہ کُرتے کے متعلق کئی بار میں پہلے بتا چکا ہوں۔ تین ہوں یا کم ہوں یا زیادہ اس کی بحث نہیں ہے کُرتے کا ذکر بہت ہی پر حکمت اور اعجازی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ سے کہا تھا کہ اگر اس نے بھائیوں کو یہ خواب سنا دی تو اس سے برائی کریں گے اور اس کو مارنے کی کوشش کریں گے چنانچہ انہوں نے یہی کوشش کی۔ جب وہ صحرا میں لے گئے شکار کے بہانے تو وہاں خدا تعالیٰ نے چونکہ ان کو بچانا تھا اس لئے ان کے ایک بھائی کو جو نسبتاً نیک تھا خیال آیا کہ بجائے اس کے کہ اس کو قتل کیا جائے بہتر یہی ہے کہ اس کو کنوئیں میں پھینک دیا جائے اور اتفاق سے وہ کنواں ایسا تھا جو تقریباً اندھا کنواں تھا اس میں پانی اتنا نہیں تھا کہ کوئی بچہ ڈوب سکے۔ آگے جو بات آتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کچھ نہ کچھ پانی اس کی تہہ میں ضرور موجود تھا کیونکہ قافلے جو گزرا کرتے تھے وہ اس میں ڈول ڈالا کرتے تھے تو جب حضرت یوسفؑ کو پھینک دیا گیا تو ان کو خیال آیا کہ ابا کو جا کے کیا بتائیں گے تو اس وقت قمیص کا ذکر چلتا ہے انہوں نے کہا کہ یوسفؑ کی قمیص ہم لے کے آئے ہیں ان کو بھیڑیا کھا گیا تھا اور اس پر خون لگا ہوا ہے اس زمانے میں یہ تحقیق تو نہیں ہوتی تھی کہ یہ انسانی خون ہے یا جانور کا خون ہے انہوں نے جو شکار کا خون تھا وہ قمیص کو پھاڑ کر اس پر لگا دیا تو پہلا ذکر قمیص کا اس طرح آتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کو یقین تھا کہ یہ بات جھوٹ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے متعلق بڑی بڑی عظیم الشان خوشخبریاں دی ہوئی تھیں اور یقین تھا کہ یہ بچہ ان لوگوں سے نہیں مر سکتا اس لئے آپ نے ان کو تو چھوڑ دیا کہ جھوٹ بول رہے ہیں لیکن ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا اب یہی حضرت یوسفؑ بڑے ہوئے اور ان کی قمیص کا ایک اور واقعہ ہے پیچھے سے پھٹے ہونا یا آگے سے پھٹے ہونے والا زلیخا نے جب بدنیتی سے ان پر حملہ کیا جھپٹی تو آپ بھاگے ہیں اور دروازے کی کنڈی کھولی اس عرصے میں اس نے پیچھے سے قمیص پکڑ لی اور کھینچ لی اور وہ پھٹ گئی اس وقت اتفاق سے اس کا میاں بھی وہاں پہنچ گیا تھا اور اچانک اس نے شکایت لگائی کہ تم کیا کرو گے اس لڑکے سے یہ تو ایسا ظالم ہے ہم نے اس کو بچے کی طرح پالا ہے اور اس نے

حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللّٰہ کی

اطفال سے ملاقات

مرتبہ حافظ عبدالحلیم صاحب
ریکارڈ شدہ:-10- نومبر1999ء

حضور ایدہ اللہ نے تشریف آوری کے بعد فرمایا:-
السلام علیکم ورحمۃ اللہ - سب نے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے سوال پکڑے ہوئے ہیں - بچوں کی اچھی مجلس لگتی ہے-

سوال:- اگر ہم کسی وجہ سے دن میں ساری نمازیں ادا نہ کرسکیں تو کیا ہم ان نمازوں کو عشاء کی نماز کے ساتھ ادا کرسکتے ہیں-

جواب:- عشاء کی نماز کی بحث نہیں ہے- بھولی ہوئی نماز جب بھی یاد آجائے اس کو پڑھ لینا چاہئے- سوائے اس کے کہ سورج ڈوب رہا ہو یا نکل رہا ہو سرپہ ہو- یہ الگ مسئلہ ہے مگر بھولی ہوئی نماز جب یاد آجائے اس کو پڑھ لینا چاہئے-

سوال:- حضور کیا آپ نے کبھی اعتکاف کیا ہے اور اگر کیا ہے تو آپ نے کیا محسوس کیا تھا-

جواب:- ربوہ میں ہی ایک یا دو دفعہ اعتکاف کیا تھا- اعتکاف کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے مجھے تو بڑا مشکل لگتا تھا- اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے لگتا تھا میرے گھٹنے جڑ گئے ہیں- دوسرا اعتکاف میں ایک باریک باریک پردہ اور ساتھ دوسرا آدمی- اب آدمی اونچی دعا بھی نہیں کرسکتا- رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں الگ الگ خیمے ہوتے تھے- اس میں اعتکاف کی بڑی سہولت تھی- اب تو ذرا سا ہُو کرو تو ساتھ کے آدمی کو آواز آرہی ہوتی ہے- یا اس کی چیخوں کی آواز آرہی ہوتی ہے- نماز پڑھنی مجھے مشکل پڑی ہوئی تھی- میں نے کہا مجھے اعتکاف کا فائدہ کیا- جو ہمارا نظام اعتکاف کا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے- مسجد نبوی بہت بڑی مسجد تھی- بہت کھلی اور اعتکاف والے الگ الگ اپنے خیمے لگا کے رہتے تھے- اس قسم کا اعتکاف ہو تو پھر مزہ زیادہ آتا ہے-

سوال:- حج کے دوران شیطان کو کیوں پتھر مارتے ہیں جبکہ شیطان ادھر نہیں ہے-

جواب:- شیطان کو پتھر نہیں مارتے- تین پہاڑیاں ہیں، ان پہاڑیوں کو پتھر مارتے ہیں اس وجہ سے کہ ان پہاڑیوں پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پتھر مارے ہوئے تھے شیطان کا تصور کرکے- ورنہ تو ہر جگہ شیطان موجود ہے- ہر جگہ ہر وقت پتھر پکڑ کے تم شیطان کو مارے جاؤ- اس کو لگتا ہی نہیں- تو یہ ایک محض تصور کی بات ہے یعنی دل میں شیطان کے لئے نفرت پیدا کرنے کے لئے رمی جمار ہوتی ہے- اس میں پتھر پہاڑیوں کو مارتے ہیں- اور ذہن میں یہ رکھتے ہیں کہ شیطان کو مار رہے ہیں- صرف ایک تصور ہے- ورنہ شیطان وہاں کہاں بیٹھا ہوا ہے-

سوال:- اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق سے پہلے کائنات کو پیدا کیا پھر اسی دوران ڈائنوسار..... کو بھی پیدا کیا اور پھر ڈائنوسارز کو دنیا سے ناپید کردیا گیا اللہ تعالیٰ نے ڈائنوسار کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا تھا-

جواب:- اس لئے پیدا کیا تھا کہ اس کو نابود کردیا جائے- اگر نابود نہ کیا جاتا تو انسان پیدا ہی نہیں ہوسکتا تھا- انسان کے رہنے کی جگہ ہی نہ رہتی- اور ڈائنوسارز Dino Saurs بھی آخر اتنے پھیلتے جاتے کہ ان کے لئے خوراک نہ ہوتی انہوں نے ویسے ہی بھوکے مرجانا تھا- ان کو ناپید کیا گیا اور وہ سمندر کے ساحل پر دفن کردیئے گئے- آپ جو موٹر پر بیٹھ کے آتے ہیں نا ڈائنوسار Dino Saur کا تیل بنا ہوا ہے- دیکھو خدا تعالیٰ نے کتنے سال پہلے، اربوں سال پہلے انسان کا سوچا ہوا تھا- کہ جب اس کو تیل کی ضرورت پڑے گی تو Dino Saur گل سڑ کے تیل بن چکے ہوں گے-

سوال:- جب ہم نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو کبھی کبھی ہماری توجہ دوسری چیزوں کی طرف چلی جاتی ہے- کوئی دعا ہے کہ ہماری توجہ نماز کی طرف ہی رہے-

جواب:- بس دعا ہی کرنی چاہئے کوئی بھی دعا- خاص دعا نہیں ہے- جب توجہ مٹے استغفار کرو دعا کرو-

سوال:- حضور آپ کو ساری دنیا

سے خط آتے ہیں وہ کونسا خط ہے جو آپ خود پڑھتے ہیں۔

جواب:۔ ساری دنیا سے جو خط آتے ہیں ان سب کا خلاصہ تیار ہوتا ہے۔ ورنہ اوسط میری ایک ہزار خط کی روزانہ بنتی ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایک ہزار خط روزانہ پڑھ سکوں۔ ان کا جواب بھی لکھوانا ہوتا ہے۔ میرا سسٹم یہ ہے کہ بہت سی عورتیں اور خواتین وغیرہ جن کو ہم نے سمجھایا ہوا ہے مرد بھی ہیں مگر زیادہ تر عورتیں ہیں وہ ڈاک گھر لے جاتی ہیں۔ اور دیکھ کر ان کا اچھا سا خلاصہ بناتی ہیں۔ خلاصے میں وہ پوائنٹ نمایاں لکھتی ہیں۔ اگر کوئی خاص بیماری ہو' کسی کو خاص دعا کی ضرورت ہو کسی کو خاص قسم کی پریشانی ہو دشمن نے نقصان پہنچایا ہو اس قسم کی باتیں وہ نمایاں کر کے لکھتی ہیں۔ وہ اگر پوری طرح نہ ہوں تو خط ساتھ لگا ہوتا ہے۔ جس سے مجھے دلچسپی پیدا ہو کہ دیکھوں کیا بات ہے خط کا نمبر لگا ہوتا ہے وہ خط پھر میں سارا پڑھتا ہوں۔ تو یہ مطلب نہیں ہے کہ خط آتے ہیں اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ سب خطوں کا مضمون پتہ لگ جاتا ہے۔ نام لکھنے والے کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور جن خطوط میں کوئی دلچسپی کی بات ہو جس کو میں سمجھوں کہ مجھے خود دیکھنا چاہئے۔ وہ میں خود پڑھ لیتا ہوں۔

سوال:۔ کیا ڈرائیور گاڑی چلاتے وقت نماز پڑھ سکتا ہے۔

جواب:۔ اگر کہیں ایسی مجبوری ہو کہ لازماً تیزی سے پہنچنا ضروری ہو اور کوئی چارہ نہ ہو تو پھر پڑھ سکتا ہے ورنہ مناسب نہیں۔

کہیں گاڑی روکے۔ اپنے کاموں کے لئے' کھانے کے لئے' پیشاب کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے بعض دفعہ چاکلیٹ خریدنے کے لئے آدمی رک جاتا ہے۔ تو نماز کے لئے کیوں نہیں رک سکتا۔ کسی پٹرول پمپ پہ کار کو پارک کرے اور اگر پتہ ہو کہ قبلہ کس طرف ہے تو اس طرف منہ کرے۔ اگر نہ پتہ ہو تو جدھر کار کا منہ ہے ادھر منہ کر کے اللہ اکبر کر دے۔

سوال:۔ قدرتی آفات میں مرنے والے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے۔ کیا وہ سب جنت میں جاتے ہیں۔

جواب:۔ نہیں۔ قدرتی آفات سے مرنے والے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ کئی دھریہ ہوتے ہیں۔ کئی مذہب کے دشمن ہوتے ہیں۔ کئی ظالم لوگ ہوتے ہیں۔ کئیوں نے بڑے بڑے بچوں پہ ظلم کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ کیسے جنت میں جائیں گے۔ اس لئے آفات میں مرنے والے کی اپنی حیثیت کیا ہے۔ اللہ میاں بہتر جانتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی اچھا آدمی ہو تو اس کے ساتھ اچھا سلوک ہوتا ہے۔

سوال:۔ ایک طالب علم کے لئے سب سے اچھی دعا کیا ہو سکتی ہے۔ رب زدنی علما کے علاوہ۔

جواب:۔ میں تو دو دعائیں ملا کر بچوں کے لئے کیا کرتا ہوں۔ جو دعا کے لئے لکھتے ہیں۔ اَللّٰھُم اَرِنَا حقائق الاشیاء اور اس کے ساتھ رَبِّ زدنی علما۔

حقائق الاشیاء کا مطلب ہے۔ اصل باتوں کی اصل روح' اندر کی بات وہ سمجھا دے مجھے۔ اور زدنی علما میں علم بڑھانے کے لئے دعا ہے۔ تو یہ دونوں دعائیں ملا کر میں ہمیشہ بچوں کے لئے کیا کرتا ہوں۔ جو بھی دعا کے لئے مجھے لکھے۔

سوال:۔ حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے ذریعے دین ساری دنیا پر غالب ہو جائے گا۔ حضور کا کیا خیال ہے کہ یہ پیشگوئی کب پوری ہو گی۔

جواب:۔ خدا کرے کہ ہمارے دیکھتے ہو جائے بس۔ مگر ہو گی تیسری جنگ کے بعد۔ اگر تیسری جنگ کے لئے تیار ہو تم۔ تو پھر ٹھیک ہے دیکھ لینا پھر یہ پیشگوئی۔

سوال:۔ کچھ لوگ آزاد ہواؤں میں اڑنے والے پرندوں کو پنجرے میں بند کر کے گھر میں سجاتے ہیں کیا یہ جائز ہے۔

جواب:۔ اچھی بات نہیں ہے۔ پنجرے میں بند کرنا آزاد پرندے کو پسندیدہ بات نہیں ہے۔ مگر بعض لوگ طوطے رکھتے ہیں۔ میں نے بھی بچپن میں طوطا رکھا ہوا تھا۔ اس کو پنجرے میں بند کیا کرتا تھا۔ مگر پھر اس کو باہر بھی چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اور وہ چلتا پھرتا تھا۔ بعض دفعہ میں ٹہلتا تھا۔ تو وہ میرے ساتھ ساتھ ٹہلتا تھا۔ اگر غلطی تھی تو اللہ معاف کرے مگر پنجروں میں بند کرنا مجھے پسند نہیں ہے۔ تمہیں کوئی کہیں قید کر دے تو اچھا لگے گا۔ ہاں تو بس پرندے بھی آزاد ہواؤں میں اڑنے والے ہیں۔ ان کو قید کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ پرندوں کو اپنے ساتھ سدھا سکتے ہو۔ بعض پرندوں کو سکھایا جائے تو بہت پیار کرتے ہیں۔ ہاتھ کرو تو یوں اڑ کے آ کر بیٹھ جائیں گے کبھی کندھے پہ بیٹھ جائیں گے۔ کبھی سر پہ بیٹھ جائیں گے تو جن پرندوں کو سدھایا جائے یہ منع نہیں ہے ان کے ساتھ دل کو پیار ہو جائے تو پرندے بھی پیار کرنے لگ جاتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے مالک سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے پرندے پنجرے میں بند کرنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ گھر میں کھلے رہیں۔ جب بھی اڑنا چاہیں اڑ جائیں۔ جب واپس آنا چاہیں واپس آ جائیں۔

سوال:۔ اس وقت دنیا میں بہت سے زلزلے اور طوفان آ رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے کیوں نہیں ہیں۔

جواب:۔ یہ سزا نہیں ہے یہ قانون قدرت ہے۔

سوال:۔ حضور ہم نماز کے بعد تسبیح کیوں پڑھتے ہیں۔

جواب:۔ اللہ کو یاد کرتے ہیں یہ کوئی بری بات ہے؟ نماز کے بعد ایک دم اٹھ کے جانے کی بجائے کچھ بیٹھ کے سبحان اللہ کیا جائے۔ اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اچھی بات ہے۔

سوال:۔ ہم احمدی بچوں کو ہائرایجوکیشن میں جانے کے بعد کن مضامین میں سپیشلائز کرنا چاہئے جن سے بعد میں جماعت کی خدمت کا زیادہ موقعہ مل سکے۔

جواب:۔ مختلف شعبے ایسے ہیں جو بہت اچھے ہیں۔ ایک ان میں انجینئرنگ ہے۔ ہائی ٹیکنالوجی آج کل جماعت کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔ دوسرے کمپیوٹر کی آجکل بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ دنیا آئندہ کمپیوٹر پر ہی چلے گی۔ پھر اسی طرح جنیٹکس میں بعض شعبے ایسے ہیں۔ جن میں اگر کام کیا جائے تو اچھی بات ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں مگر میں یہ بچوں کو کہا کرتا ہوں کہ اپنا ذاتی شوق دیکھیں Mathematics بھی آجکل بہت ہر چیز میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں کو Mathematics سے نفرت ہوتی ہے۔ اب میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں بچے کو ضرور فلاں شعبہ پسند ہوگا۔ اپنی پسند کا رکھو۔ جو بھی لینا ہے اچھا ہو اور اپنی پسند کا ہو۔

سوال:۔ حضرت علیؓ کے بعد کوئی خلیفہ کس لئے نہیں بنا تھا۔

جواب:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت بادشاہت اور روحانی خلافت میں تقسیم ہوگئی تھی اور جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مسلسل رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں خلافت جاری رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی تھی۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ظاہر ہوگا۔ اب اگر خلیفہ ہوتا تو مجدد کیسے آ سکتا تھا۔ خلیفہ کے ہوتے ہوئے مجدد کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اس لئے اس میں ایک پیشگوئی مضمر تھی۔ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی تھی۔ کہ یہ خلافت جاری نہیں رہ سکے گی۔

سوال:۔ کیا مذاق میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔

جواب:۔ ناجائز ہے۔ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔

سوال:۔ حضور نے قرآن کریم کا ترجمہ کن سے سیکھا تھا۔

جواب:۔ قرآن کریم کا ترجمہ تو میں نے خود ہی پڑھا ہے۔ کلاس میں تو ہم پڑھا کرتے تھے۔ استاد بھی پڑھایا کرتا تھا مگر اصل ترجمہ میں نے خود ہی پڑھا تھا۔

سوال:۔ حج یا عمرہ کے دوران کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کیوں کرتے ہیں۔

جواب:۔ اس لئے کہ حضرت ہاجرہ کو جب حضرت ابراہیم چھوڑ کے گئے تھے تو آپ گھبراہٹ میں دو پہاڑیوں کے درمیان چکر لگاتی تھیں۔ اور آپ نے سات چکر لگائے تھے۔ اس یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اور بچہ بے چارہ پیاس اور بھوک سے ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کر دیا کہ بچے کی ایڑیوں کی رگڑ کے نیچے سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ اسی کو آب زم زم کہتے ہیں۔ اور ایک قافلہ قریب آ کے ٹھہر گیا۔ اس کی وجہ سے ان کو ساری خوراک ملنی شروع ہوگئی اور اردگرد آبادی ہوگئی۔ سات چکر حضرت ہاجرہ کی یاد میں لگاتے ہیں۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے۔ لیکن بعض ممالک کے بچے سکول جانے اور لکھنے پڑھنے کے موقع سے کیوں محروم ہیں۔

جواب:۔ یہ تو ملکوں کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون اگر ہر ملک میں چلے، اقتصادی قانون جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ سود کے بغیر تو غربت کا نام و نشان مٹ سکتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے سے ہمدردی کا حکم دیا ہوا ہے۔ بعض ملکوں میں اتنا پیسہ ہوتا ہے کہ وہاں کھانے کے انبار لگ جاتے ہیں۔ اتنا زیادہ گوشت بعض جگہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ان کو کہیں دفن کرنا پڑتا ہے۔ لیکن بعض ملک بھوکے مر رہے ہیں ان کو گوشت چھوڑ کے روٹی بھی نہیں ملتی۔ تو یہ غربت والا نظام جو ہے یہ انسان کی سنگدلی کی وجہ سے پیدا ہوا ہوا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان بھی خدا تعالیٰ کی طرح رحمٰن اور رحیم ہو۔ اگر رحمٰن اور رحیم بنے تو ناممکن ہے دنیا میں کسی غربت کا دور رہو۔

سوال:۔ جب آپ لندن میں کسی لمبے سفر پر جاتے ہیں تو آپ اپنا وقت کیسے گزارتے ہیں۔

جواب:۔ مختلف قسم کی باتوں میں۔ ایک تو دعا کرتے ہوئے بعض دفعہ، بعض دفعہ چلتے ہوئے گاڑی میں نیند آ جاتی ہے۔ بعض دفعہ کتاب پڑھ رہا ہوتا ہوں۔ بعض دفعہ میں نے بہت سارے رسالے یہاں رکھے ہوتے ہیں۔ جن کو پڑھنے کا وقت نہیں ملتا۔ تو ساتھ لے جاتا ہوں پھر وہاں موٹر میں بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ کئی مختلف طریقے ہیں۔

سوال:۔ جماعت احمدیہ انٹرنیٹ سے کیسے استفادہ کر سکتی ہے۔

جواب:۔ انٹرنیٹ کے ذریعے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن سلسلے کی کتابیں انٹرنیٹ پر نہیں چڑھانی چاہئیں۔ کیونکہ پھر دشمن اس میں شرارت کرنی شروع کر دیتا ہے۔

انٹرنیٹ کے ذریعے معلومات حاصل کرنا بڑا آسان کام ہے۔ کسی کو بیماری ہو کوئی سمجھ نہ آئے کیا کرنا ہے۔ انٹرنیٹ میں لکھ دے کہ میں بیمار ہوں مجھے بتاؤ کہ کیا علاج ہونا چاہئے۔ تو دنیا کے بہترین ڈاکٹرز انٹرنیٹ کے ذریعے بتا دیتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے فائدے بھی بہت ہیں لیکن نقصان سے بچ کر چلنا چاہئے۔ انٹرنیٹ میں دیکھو گندی فلمیں بھی آتی ہیں۔ Nuds بہت بہت بے ہودہ باتیں بھی آتی ہیں۔ ان سب سے بچو اور اچھی چیز سے فائدہ اٹھاؤ۔

سوال:۔ جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ کیا یہ درست ہے۔

جواب:۔ مراد صرف یہ ہے کہ اگر بھونکنے والے ہوں اور پوری طرح ٹرینڈ نہ ہوں۔ تو جو بھی مہمان بے چارہ شریف آدمی جائے گا اس کو کتا بھونک کے پڑتا ہے۔ فرشتے سے مراد نیک دل آدمی اچھے لوگ بھی ہیں جس کے گھر میں کتا بدتمیز ہو گا وہاں تمیز والے لوگ نہیں جاتے۔

سوال:۔ سب سے زیادہ نبی عرب کے علاقوں میں آئے ہیں ایسا کیوں ہے۔

جواب:۔ عرب کے علاقوں میں کتنے نبی آئے ہیں؟ یونہی وہم ہے۔ کوئی دنیا کا خطہ ایسا نہیں جس میں نبی نہ آئے ہوں۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا نام بھی سنا ہے؟

عرب میں ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے ہیں؟ چوبیس ہزار بھی نہیں آئے۔ ہزار بھی نہیں گن سکتے۔ اس لئے یہ وہم ہے صرف اس لئے عرب کا زیادہ ذکر ملتا ہے کہ وہ سلسلہ نبوت جس کے آخر پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے پیدا ہونا تھا۔ وہ عرب میں جاری ہوا ہے اس لئے اس سلسلے کو اہمیت دی گئی ہے۔ اور قرآن کریم نے ایسے نمونے پیش کر دیئے ہیں۔ جس میں ہر قسم کی نبوت کے نمونے ہیں۔ بائبل میں ایک پیشگوئی تھی۔ کہ آسمان سے کئی تخت اترے اور ایک بہت بڑا تخت بھی اترا جس پہ بہت بڑا شہنشاہ تھا۔ تو انبیاء کا ذکر قرآن کریم میں پڑھو کل پچیس ہیں۔ تو ایک لاکھ چوبیس ہزار کہاں سے ہو گئے۔ اور پچیس میں رسول اللہ ﷺ پچیسویں نمبر کے سب سے افضل نبی۔

سوال:۔ حضور میرا سوال ہے بڑوں کا ادب کرنا کیوں ضروری ہے۔

جواب:۔ تمہارا کیا خیال ہے بڑوں سے بدتمیزی کرنی چاہئے۔ یہ کیا سوال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر رحم ضروری ہے اگر انسان چھوٹے پر رحم کرے تو اس کو بڑے کا ادب بھی آتا ہو گا۔ اور اگر بڑوں کا ادب نہیں کرو گے تو بدتمیز بچے ہو گے۔ نہ پھر خدا کا ادب رہے گا نہ پھر رسول کا ادب رہے گا اس لئے بڑوں کے ادب کی عادت ڈالنی چاہئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے جو پیارے ہوں۔ ان کا بھی ادب کیا جائے۔

سوال:۔ جب ہم دوسرے جہان میں جائیں گے تو ہم اپنے بہن بھائی اور امی ابو کو دیکھیں گے۔

جواب:۔ اللہ کرے دیکھو ابھی تو بہت تمہاری عمر پڑی ہے ماشاء اللہ۔ چھوٹے سے بچے ہو تمہیں ابھی کیوں اتنی فکر پڑ گئی ہے۔ لیکن خدا کرے بہن بھائی اچھے ہوں تو ان کو ضرور دیکھو گے لیکن اگر خدانخواستہ خدانخواستہ کوئی بھائی یا کوئی بہن گندی نکلے۔ تو پھر ان کو نہیں دیکھو گے۔ اس لئے دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے بھائی بہنوں کو ہمیشہ اپنی امان میں رکھے۔ ان کے گناہ معاف کرے اور جنت میں ان کو تمہارے ساتھ رکھے اور تمہیں بھی۔

سوال:۔ گرہن کے موقع پر نماز کسوف و خسوف کیوں پڑھتے ہیں۔

جواب:۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ سے ہم نے سیکھا ہے چاند گرہن پہ کسوف کی نماز نہیں ہوتی۔ لیکن سورج گرہن پر ہوتی ہے۔ کیونکہ اندھیرا سا چھا جاتا ہے تو اس وقت دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو روشن کرے اور اس اندھیرے کو دور کر دے۔

مجاہدین تحریک جدید زندہ جاوید ہیں

○ تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہدین کی قربانی قیامت تک زندہ رکھنے کے بارہ میں ہمارے محبوب امام نے 8۔ نومبر 96ء کے خطبہ جمعہ میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ

"آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دفتر اول کے 62 سال پورے ہوئے ہیں اور 63 ویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ یعنی 62 سال پہلے تحریک جدید کا آغاز ہوا تھا۔ اور آج بھی دفتر اول میں شامل لوگ زندہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں بھی ان سے ایک ہوں اور بہت سے ہیں۔ اور دفتر اول ابھی تک جاری ہے اور جو فوت ہو گئے ہیں ان کی طرف سے جو زندہ ہیں انہوں نے ان کے کھاتوں کو زندہ کر دیا ہے۔ اس لئے اس پہلو سے یہ دفتر کبھی نہیں مرے گا ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس کا تریسٹھ واں سال شروع ہے"

جن احباب جماعت کے بزرگ دفتر اول کے مجاہد تھے اور انہوں نے تا حال ان بزرگوں کے کھاتے بحال نہیں کروائے وہ جلد دفتر وکالت مال اول تحریک جدید سے رابطہ قائم فرما کر اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے کھاتے بحال کروائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہر لمحہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر

عبدالسمیع خان

خلافتِ رابعہ۔ ترقیات و فتوحات

1993ء تا 1999ء

خلافت رابعہ کے پہلے دس سال کی ترقیات و فتوحات کا ایک جائزہ الفضل 10 جون 99ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اب 93ء تا 99ء کی ترقیات کا جائزہ پیش خدمت ہے۔ یہ صرف وہ خبریں ہیں جو جماعتی اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکی ہیں اور ایک بہت بڑا حصہ ہے جو تحریری ریکارڈ میں نہیں آیا۔

1993ء

عالمی امن کے لئے مساعی

عالمی امن کے لئے حضور نے یکم جنوری 1993ء کو "تحریک بہبود انسانیت" کا اعلان کیا اور فرمایا۔ "انسانیت کے بلند معیار قائم کرنے اور نفرتیں دور کرنے کے لئے حکومتیں آپس میں معاہدے کریں۔ دنیا کے ہر مذہب کے سربراہ کی عزت کے لئے ممالک قانون سازی کریں۔" اسی طرح آپ نے "میثاق مدینہ" کو دنیا میں رائج کرنے کی تحریک کی۔

سیاست دانوں کو قیمتی مشورہ

8۔ جنوری 1993ء کو حضور نے برصغیر کے سیاست دانوں کو سیاست کی اصلاح کرنے اور مذہبی اصولوں کو اپنانے کی تحریک فرمائی۔

اتحاد عالم اسلامی کے لئے تحریک

22 جنوری 1993ء کو حضور نے اتحاد عالم اسلامی کی پر زور تحریک کی اور فرمایا کہ دنیا بھر کے مسلمان ممالک سیاسی سطح پر اکٹھے ہو جائیں۔

بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ اظہار یک جہتی

حضور نے 19۔ فروری 1993ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو تحریک کی کہ ساری جماعت مستعدی سے اپنے مظلوم بوسنین بھائیوں کی مدد کرے۔ ان مظالم کی عالمی سطح پر تشہیر کرے اور ستم رسیدہ خاندانوں کے ساتھ "مؤاخات" کا رشتہ قائم کریں۔

ریسرچ ٹیمیں تشکیل دینے کی ہدایت

14۔ مارچ 1993ء کو حضور نے مختلف مذاہب کے بارہ میں تحقیق کے لئے ریسرچ ٹیمیں بنانے کی ہدایت فرمائی۔

ویڈیو فلموں کے لئے لائبریری کے لئے تحریک

مارچ 1993ء میں حضور نے قدرت کے نظاروں پر مبنی فلموں کے بنانے اور ان کی لائبریریاں قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور جماعت کو اس پر کام کرنے کی تحریک کی۔

عربی زبان کو رواج دینے کی تحریک

2۔ جولائی 1993ء کو حضور نے جماعت کی ذیلی تنظیموں کو عربی سکھانے کے لئے منصوبہ بندی کے تحت کام کرنے اور اسے رواج دینے کی تحریک فرمائی۔

پہلی عالمی بیعت

31۔ جولائی 1993ء کو دو لاکھ سے زائد افراد ڈش انٹینا کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضور نے پہلے تین ماہ ان افراد کی تعلیم و تربیت پر صرف کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ایک انگریزی جریدہ کے لئے مالی تحریک

جلسہ سالانہ برطانیہ 1993ء کے موقع پر حضور نے "ریویو آف ریلیجنز" کی اشاعت 10 ہزار تک کرنے کے لئے مالی تحریک کی۔ یہ رسالہ حضرت اقدس مسیح موعود کے دور میں چھپنا شروع ہوا تھا۔

امریکہ کے اجتماعات

جولائی، اگست 1993ء میں امریکہ کے تین

مختلف شہروں میں احمدی خواتین کے نیشنل اجتماعات منعقد ہوئے جن میں 29 مجالس کی 580 ممبرز اور ناصرات نے شمولیت کی۔ اس سال ان اجتماعات کا موضوع "دین حق۔ اتحاد کا پیغام" تھا۔

نومبائعین کی تربیت کی تحریک

حضور نے اپنے 17۔ ستمبر 1993ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نصرت کی ہوائیں اب جھکڑ میں تبدیل ہو رہی ہیں اس لئے نومبائعین کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔

لجنہ ہال ربوہ کی تکمیل

20۔ ستمبر 1993ء کو لجنہ ہال ربوہ کے نوتعمیر شدہ ہال کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

22۔ جولائی 1993ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے اجراء کے موقع پر اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا:۔

"جماعت احمدیہ عالمگیر کو الفضل کا یہ نیا دور مبارک ہو" اس اخبار کے اجراء کے لئے حضور نے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم فرمائی۔ چوہدری صاحب اس اخبار کے پہلے مدیر اعلیٰ تھے۔ 7۔ جنوری 1994ء کو اس اخبار کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

پردہ کی روح کو قائم رکھنے کی ہدایت

3۔ دسمبر 1993ء کو حضور نے خواتین کے پردہ کی روح کو قائم رکھنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی۔ "شادیوں کی تقریب میں عورتوں کو کھانا کھلانے کی خدمت لجنہ کے ذریعہ عورتوں کو ادا کرنی چاہئے"

1994ء

ایم ٹی اے کا باقاعدہ افتتاح

7۔ جنوری 1994ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے "احمدیہ ٹیلی ویژن" کی نشریات کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ آپ نے اس بارہ میں تفصیلی ہدایات دیں۔

نومبائعین کے لئے تربیت گاہیں

اگست 1994ء میں حضور نے نومبائعین کے لئے ایسی تربیت گاہیں قائم کرنے کی تلقین فرمائی جو سارا سال ان کی تربیت کر سکیں۔

اہل روانڈا کی امداد کی تحریک

22۔ جولائی 1994ء کو حضور نے احباب جماعت کو روانڈا (افریقہ) کے باشندوں کی مالی امداد کرنے کی تحریک فرمائی۔

دوسری عالمی بیعت

31۔ جولائی 1994ء کو جماعت احمدیہ برطانیہ کے 29 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر دوسری عالمی بیعت منعقد ہوئی۔ اس میں 93 ممالک کی 155 قوموں کے 120 زبانیں بولنے والے 4 لاکھ 18 ہزار 206 افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دست مبارک پر جدید ترین مواصلاتی رابطہ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی۔

جماعت جرمنی کو نصیحت

26۔ اگست 94ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ناصر باغ گروس گراؤ (جرمنی) میں خطبہ جمعہ کے دوران احباب جماعت کو تلقین کی کہ وہ اچھی باتوں کی طرف بلانے اور بری باتوں سے روکنے کو اپنی روزمرہ کی زندگی کا شیوہ بنا لیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس نصیحت میں عجز، انکساری محبت اور دل کا گہرا جذبہ نہ ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔

سال کے آخری ایام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 23۔ دسمبر 1994ء کو احباب کو نصیحت فرمائی کہ وہ سال کے آخری ایام دعاؤں اور استغفار میں گزاریں۔

1995ء

اپنی اولاد پر نظر رکھنے کی تلقین

حضور نے 6۔ جنوری 1995ء کو یورپ اور دیگر مغربی ممالک کی جماعتوں کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنی اولاد پر گہری نظر رکھیں۔ جب وہ کمانے کے قابل بنیں تو پہلے ہفتے کی آمد بیت الذکر کو دیا کریں۔

جاپان کا زلزلہ اور دعا کی تحریک

فروری 1995ء میں حضور نے جاپان میں آنے والے زلزلے پر دعا کی تحریک فرمائی نیز ارشاد فرمایا: "دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جاپان کا حالیہ زلزلہ ان کو اندرونی طور پر جگانے کا سبب بنے" اس موقعہ پر جماعت جاپان نے غیر معمولی خدمت سرانجام دی۔

جلسہ سالانہ جماعتہائے احمدیہ برطانیہ

جماعتہائے احمدیہ برطانیہ کا سالانہ جلسہ جولائی 1995ء میں "اسلام آباد" میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر "ڈش" کے ذریعہ عالمی بیعت میں 96 ممالک کی 162 قوموں کے 120 زبانیں بولنے والے 8‘45‘294 افراد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جولائی 1995ء تک 148 ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ 52 زبانوں میں کلام الٰہی کے تراجم مکمل ہو چکے تھے 10 افریقی ممالک میں 30 ہسپتال اور 28 ڈاکٹر کام کر رہے تھے۔ نیز دنیا بھر میں 525 دعوت الی اللہ کے مراکز اور 821 مرکزی مربیان و معلمین کام کر رہے تھے۔ اس جلسہ سالانہ میں حضرت صاحب کا خطاب اور دیگر پروگرام روزانہ 4 براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کئے گئے جو کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

قادیان میں 104 واں جلسہ سالانہ

26 تا 28 دسمبر 1995ء کو جماعتہائے احمدیہ بھارت نے مرکز احمدیت قادیان میں اپنا 104 واں جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ اس جلسہ سالانہ کی برکتوں کو سمیٹنے کے لئے بھارت سمیت 23 ممالک کے نمائندگان قادیان پہنچے۔ یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

1996ء ایم ٹی اے کی 24 گھنٹے کی نشریات

یکم اپریل 1996ء سے ایم ٹی اے کی نشریات 24 گھنٹے کے لئے شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر حضرت صاحب نے ایک ایمان افروز خطاب فرمایا۔

"اسلامی اصول کی فلاسفی" کی سوویں سالگرہ

حضرت صاحب نے 1996ء کے سال کو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی سو سالہ سالگرہ کے طور پر منانے کی ہدایت فرمائی تھی چنانچہ اس سال میں اس کے حوالے سے تاریخی معلومات کا ایک قیمتی ذخیرہ اکٹھا ہو کر منظرعام پر آگیا۔

گیمبیا کا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ گیمبیا کا اکیسواں جلسہ سالانہ 12-13-14 اپریل 1996ء کو گریٹ بانجل (Great-Banjul) میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ہمسایہ ملک سینی گال سے ایک وفد نے بھی شرکت کی اس وفد میں 7 ممبران پارلیمنٹ شامل تھے۔

یوگنڈا میں جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ یوگنڈا کا جلسہ سالانہ 24‘25 اور 26۔ مئی 1996ء کو کمپالا میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر ایک مخصوصی مارچ پاسٹ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں ایک ہزار سے زائد احمدی احباب نے شہر کی معروف ترین سڑکوں پر خوبصورت بینرز پکڑ کر شرکت کی۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا جلسہ سالانہ

31۔ مئی تا 2۔ جون 1996ء کو جماعت احمدیہ ہالینڈ کا 17 واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بنفس نفیس شریک ہوئے۔

جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ

21-22-23 جون کو ٹورانٹو میں جماعت کا 20 واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضور نے جلسہ میں تینوں دن اہم خطابات فرمائے۔

جماعت ہائے احمدیہ جرمنی کا 21 واں جلسہ سالانہ

23- 24 اور 25- اگست 1996ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کا 21 واں جلسہ سالانہ "من ہائم" جرمنی میں منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد 20 ہزار رہی۔ حضرت صاحب بنفس نفیس اس جلسہ میں شریک ہوئے اور تینوں دن اپنے خطابات سے نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ جرمنی بیک وقت دس پندرہ بڑی بڑی زبانوں میں جلسے منعقد کرے اور پھر ایک ایسا جلسہ ہو جو ان سب پر محیط ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ان عظیم الشان جلسوں کے انعقاد کا آغاز جرمنی سے ہوگا۔

ناروے میں جلسہ سالانہ

4- 5 اور 6- اکتوبر 1996ء کو جماعت احمدیہ ناروے نے اپنا جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ حضرت صاحب اس جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا جلسہ سالانہ

28‘29 اور 30- جون 1996ء کو جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا ساتواں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ امریکہ

28، 29 اور 30۔ جون 1996ء کو جماعتہائے امریکہ نے اپنا 48واں جلسہ سالانہ بیت الرحمٰن واشنگٹن میں منعقد کیا اس میں سات ہزار احباب جماعت شریک تھے۔ تینوں دن جلسہ کی کارروائی M.T.A پر دو طرفہ LIVE رابطہ کے ذریعہ دنیا کے طول و عرض پر دیکھی اور سنی گئی۔

برطانیہ کا جلسہ سالانہ

26، 27 اور 28۔ جولائی 1996ء کو جماعتہائے برطانیہ کا جلسہ سالانہ بے انتہا برکتوں کے ساتھ "اسلام آباد" میں منعقد ہوا۔ یہ جماعت برطانیہ کا 31واں جلسہ سالانہ تھا۔ اس جلسہ میں 67 ممالک کے 13 ہزار سے زائد احباب شریک ہوئے۔ اس جلسہ سالانہ کے موقع پر تینوں دن حضور نے خطابات سے نوازا۔ "عالمی بیعت" میں 16 لاکھ سے زائد افراد سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔

1997ء

جنوری

10۔ جنوری: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی طرف سے مخالفین کو چیلنج کہ یہ دعا کریں کہ جو جھوٹا ہے خدا اس پر لعنت ڈالے۔

فروری

22۔ فروری: نصرت سینئر سیکنڈری سکول گیمبیا میں سالانہ جلسہ تقسیم انعامات۔ سکول کے 25 سال پورے ہونے پر سلور جوبلی تقریب منائی گئی جس میں وزیر تعلیم نے بھی شرکت کی۔

مارچ

17۔ مارچ: آسٹریلیا میں برسبین کے مقام پر دوسرے مرکز کا قیام عمل میں آیا۔

21، 22۔ مارچ: حضور انور کے ارشاد پر مجلس انصار اللہ برطانیہ کا خصوصی اجتماع ہوا۔ جس میں دوران سال احمدیت میں شامل ہونے والے انصار، عمر کے اعتبار سے انصار اللہ میں امسال داخل ہونے والے انصار اور ان انصار نے شرکت کی جو کئی سال [illegible] اجتماعات میں شرکت سے محروم تھے۔ کل حاضری 350 تھی۔

28 تا 31 مارچ: جماعت احمدیہ پاکستان کی 78ویں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی حضور نے خطبہ کے ذریعہ پیغام ارشاد فرمایا۔

29۔ 30 مارچ: بورکینا فاسو کا آٹھواں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حاضری 1600 تھی۔ حضور نے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست خطاب فرمایا۔

اپریل

4۔ 5 اپریل: جماعت آئیوری کوسٹ کا 16واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ 172 جماعتوں کے نمائندے شامل ہوئے۔ حضور نے ایم ٹی اے کی وساطت سے براہ راست خطاب فرمایا۔

13۔ اپریل: لجنہ کینیڈا کے زیر اہتمام بین المذاہب سمپوزیم منعقد ہوا۔ جس میں 8 مذاہب کی نمائندہ خواتین نے شرکت کی۔ کل حاضری 400 تھی جس میں 56 خواتین غیر از جماعت تھیں۔

29۔ اپریل: فضل عمر ہسپتال ربوہ میں عورتوں کے علاج کی جدید ترین مشین کی آمد پر دعائیہ تقریب منعقد ہوئی۔

مئی

یکم تا 5۔ مئی: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا دورۂ ہالینڈ۔ اس دوران 2 تا 4۔ مئی جماعت ہالینڈ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضور نے خطاب فرمایا۔

یکم تا 15۔ مئی: خدام الاحمدیہ پاکستان کی سالانہ تربیتی کلاس۔ 43 اضلاع کے 636 خدام نے شرکت کی۔

2 تا 4۔ مئی: جماعت احمدیہ جاپان کا 18واں جلسہ سالانہ۔ کل حاضری 122 جن میں سے 22۔ مہمان تھے۔

2 تا 5۔ مئی: جماعت جرمنی کی 16ویں مجلس شوریٰ 524۔ افراد کی شرکت حضور انور نے بذریعہ ٹیلی فون براہ راست خطاب فرمایا۔

15۔ مئی: حضور کے دورہ جرمنی کا آغاز

22۔ مئی: حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی وفات

23۔ تا 25۔ مئی۔ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی۔ حضور کے خطابات حضور انور نے جرمنی کی سو بیوت الذکر سکیم کے لئے حضرت سیدہ مہر آپا کی طرف سے 3 لاکھ مارک (بعد میں 5 لاکھ) اور اپنی طرف سے 50 ہزار مارک (بعد میں ڈیڑھ لاکھ) عطیہ دینے کا اعلان فرمایا۔ اجتماع کی حاضری 9500 تھی۔

30۔ مئی حضور نے خطبہ جمعہ میں غربا اور مساکین کی خدمت کرنے کی خاص تحریک کی۔ فرمایا اس میں دوسروں کو بھی شامل کریں اور عالمی خدمت کی تنظیموں کے ممبر بن کر بھی خدمت میں حصہ لیں۔

اسی ماہ بنگلہ دیش میں طوفان کے موقع پر خدام الاحمدیہ کی طرف سے قابل قدر خدمات

جون

19۔ جون: وہاڑی میں مکرم عتیق احمد صاحب باجوہ کو راہ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا۔

20 تا 22۔ جون: جماعت احمدیہ امریکہ کا 49واں جلسہ۔ حضور انور کی شرکت خطابات ایم ٹی۔اے پر براہ راست نشر کئے گئے۔

21۔22۔ جون: مجلس انصار اللہ جرمنی کا 17واں سالانہ اجتماع۔ حاضری 1065

27 تا 29 جون: جماعت کینیڈا کا جلسہ سالانہ۔ حضور انور کی شرکت۔ خطابات براہ راست نشر کئے گئے۔

28۔ 29 جون: لجنہ اماء اللہ جرمنی کا سالانہ

اجتماع۔ حاضری 7951 تھی۔

جولائی

18۔ جولائی بیت نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک کی تعمیر کی 30 سالہ تقریبات منعقد ہوئیں۔

25 تا 27۔ جولائی: جماعت احمدیہ برطانیہ کا 32 واں جلسہ سالانہ۔ 64 ممالک کے 14 ہزار افراد کی شرکت۔

27۔ جولائی۔ عالمی بیعت میں 96 ممالک کی 221 اقوام کے 30,04,584 افراد کی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت۔

اگست

14 تا 16 اگست: خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت تیسری سالانہ صنعتی نمائش منعقد ہوئی۔ 28۔اضلاع کے 127 خدام نے شرکت کی۔

15 تا 17 اگست: جماعت جرمنی کا 22 واں جلسہ سالانہ 22 ہزار افراد کی شرکت حضور ایدہ اللہ کی شرکت اور خطابات

18۔ اگست: بیت نور میں حضور انور کی موجودگی میں 28 بچوں کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ حضور نے دعا کروائی۔

اگست: پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ میں متعدد تقاریب منعقد ہوئیں۔ خلافت لائبریری میں اس سلسلہ میں ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا۔

ستمبر

5۔ ستمبر حضور نے گیمبیا میں جماعت کے خلاف ہونے والی سازش کو بے نقاب کیا۔ بعد کے خطابات میں خدائی تائید و نصرت کے نشان بیان فرمائے۔

15۔ ستمبر: خدام الاحمدیہ کوریا کا 5 واں سالانہ اجتماع

19۔ ستمبر: حضور کا دورہ کینیڈا۔ خطبہ جمعہ وینکوور سے ارشاد فرمایا جو پاکستانی وقت کے مطابق 20۔ ستمبر کو صبح ڈیڑھ بجے Live سنا گیا۔

26۔ ستمبر حضور نے وائٹ ہارس کینیڈا میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

26 تا 28 ستمبر: اطفال الاحمدیہ پاکستان کے دوسرے سالانہ ورزشی مقابلے۔ 9 علاقوں سے 327 اطفال شریک ہوئے۔

اکتوبر

3۔ اکتوبر: حضور نے خطبہ جمعہ وینکوور کینیڈا میں ارشاد فرمایا

4۔ 5۔ اکتوبر: خدام الاحمدیہ سویڈن کا 16 واں سالانہ اجتماع بیت ناصر گوٹن برگ میں ہوا۔ حاضری 73۔

10۔ اکتوبر: فرائیڈے دی ٹینتھ Friday the 10th کو حضور نے جماعت کو نماز باجماعت پر کار بند ہونے کا خصوصی پیغام دیا۔

25، 26۔ اکتوبر: خدام الاحمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ حاضری 463۔

27۔ اکتوبر: ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو ڈھونیکی (گوجرانوالہ) میں راہ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا۔

31۔ اکتوبر: حضور نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ 82 ممالک سے 16,64,340 پونڈ کی وصولی ہوئی۔ امریکہ اول پاکستان دوم اور جرمنی سوم رہا۔

نومبر

19 تا 22 نومبر: انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس ٹرائسٹ اٹلی کے زیر اہتمام سلام یادگاری کانفرنس منعقد ہوئی جس کے لئے حضور نے خصوصی پیغام ارشاد فرمایا۔

22۔ 23۔ نومبر: انصار اللہ جرمنی کی 8 ویں مجلس شوریٰ۔ 191 نمائندے شریک ہوئے۔

29۔ 30۔ نومبر: خدام الاحمدیہ برطانیہ کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

دسمبر

10۔ دسمبر: حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات

12۔ دسمبر: مکرم مظفر احمد صاحب شرما کو شکار پور میں قربان کر دیا گیا۔

12 تا 14 دسمبر: جماعت یوگنڈا کا 11 واں جلسہ سالانہ۔ حاضری 2500

18 تا 20 دسمبر۔ 106 واں جلسہ سالانہ قادیان۔ حضور نے لندن سے افتتاحی اور اختتامی خطابات ارشاد فرمائے۔ 25 ممالک کے 5590 افراد نے شرکت کی۔

18 تا 20۔ دسمبر۔ جماعت گھانا کا 69 واں جلسہ سالانہ۔ 40 ہزار سے زائد افراد کی شرکت۔ صدر مملکت نے بھی شمولیت کی۔

دسمبر: جرمنی بھر میں سالانہ تعلیم القرآن کلاسز کا انعقاد کیا گیا امسال امریکہ میں اولڈ برج نیو جرسی میں ایک گرجا کی زیر تعمیر عمارت ساڑھے تین لاکھ ڈالر میں خریدی گئی۔ جس میں ایک بیت الذکر اور کمیونٹی ہال بنایا گیا۔ اسی طرح ڈلاس ٹیکساس میں پونے پانچ ایکڑ کا پلاٹ حاصل کیا گیا۔

1998ء

جنوری

یکم جنوری۔ 93ء سے شروع ہونے والے عالمی درس القرآن کا ساتواں سال۔ درس 31۔ دسمبر 97ء کو سورۃ نساء کی آیت 48 سے شروع ہوا اور 29۔ جنوری 98ء کو نساء 70 تک مکمل ہوا۔ آخر پر عالمی اجتماعی دعا۔

2۔ جنوری۔ وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا اور یہ ہدایت کہ ہر جماعت میں سیکرٹری وقف جدید برائے نومبایعین کا تقرر کیا جائے۔

30۔ جنوری۔ اسلام آباد میں نماز عید الفطر۔ چھ ہزار مرد و زن کی شرکت

فروری

4- فروری- رمضان کے بعد ترجمۃ القرآن کلاس نمبر226 کا آغاز جو 16- دسمبر کو رمضان سے پہلے کلاس نمبر295 تک پہنچ گیا- امسال 69 کلاسیں منعقد ہوئیں-

27 تا 28- فروری و یکم مارچ- خدام الاحمدیہ پاکستان کی آٹھویں سالانہ کھیلیں 650 کھلاڑیوں کی شمولیت-

مارچ

11- مارچ- وقف نو لینگویج انسٹی ٹیوٹ دارالرحمت وسطی ربوہ کا افتتاح

20 تا 22 مارچ جلسہ سالانہ گنی بساؤ- 86 جماعتوں کے دو ہزار افراد کی شرکت-

23- مارچ- بیت المہدی ربوہ میں بم دھماکہ کے بعد تعمیر نو کا افتتاح-

30- مارچ- انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کا ربوہ میں سالانہ کنونشن-

اپریل

11 تا 13- اپریل جماعت ہالینڈ کا جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پر معارف خطاب-

17 تا 19- اپریل- مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کے پانچویں سالانہ علمی مقابلہ جات 315- اطفال کی شرکت-

19- اپریل- ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز کا دوسرا سالانہ کنونشن لجنہ ہال ربوہ میں-

مئی

یکم مئی جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا 17 واں جلسہ سالانہ 241 جماعتوں کی نمائندگی-

یکم تا 3- مئی- جماعت بلجیئم کا چھٹا جلسہ سالانہ- حضور نے پہلی بار شرکت فرمائی- حاضری 598- افراد

یکم تا 3 مئی مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کا 26 واں سالانہ اجتماع 2000 خدام کی شرکت-

2 تا 17- مئی- مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی 42 ویں سالانہ تربیتی کلاس 647 خدام کی شرکت-

14 تا 26- مئی- حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا دورہ جرمنی-

15 تا 17- مئی- اجتماع انصاراللہ جرمنی- حضور کے خطابات- داڑھی رکھنے کی پرزور تحریک-

22- 23- مئی- جماعت احمدیہ سویڈن کی 18 ویں مجلس شوریٰ

22 تا 24- مئی- اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی- حضور کے خطابات-

جون

5- جون- احباب جماعت کو ایلومینیم کے برتنوں کا استعمال چھوڑنے کی تحریک-

25 تا 27- جون جماعت امریکہ کا پچاسواں جلسہ سالانہ-

26- جون- حضور نے بیت البصیر (San Jose) کا افتتاح فرمایا-

جون میں سویڈن سے ماہنامہ ربوہ اردو اور انگریزی میں شائع ہونا شروع ہوا-

جولائی

3 تا 5- جولائی- جلسہ سالانہ جماعت انڈونیشیا- 144 جماعتوں کے سات ہزار افراد کی شرکت-

3 تا 5- جولائی- جماعت احمدیہ کینیڈا کا بائیسواں جلسہ سالانہ- 7000- افراد کی شرکت-

7- جولائی- واہ کینٹ میں محمد ایوب اعظم صاحب کی قربانی-

31- جولائی تا 2- اگست جماعت احمدیہ برطانیہ کا 33 واں جلسہ سالانہ- 14 ہزار افراد کی شرکت- حضور کے خطابات- تمام جلسہ ایم ٹی اے پر نشر کیا گیا- حضور کی تازہ تصنیف Revelation Rationality, Knowledge and Truth کی اشاعت -

اگست

2- اگست چھٹی عالمی بیعت میں 93 ممالک کی 223 قوموں کے 50 لاکھ افراد کی شرکت-

4- اگست وہاڑی میں ملک نصیر احمد صاحب کی قربانی

7- اگست حضور کی طرف سے تمام ملکوں جماعتوں، اداروں اور گھروں میں سرخ کتاب رکھنے کی تحریک-

14 تا 16- اگست- خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت چوتھی صنعتی نمائش کا انعقاد-

14 تا 16- اگست- امریکہ کے مشرقی حصہ کی لجنات اور ناصرات کا اجتماع حاضری 700-

19 تا 31- اگست حضور کا دورہ جرمنی-

21 تا 23- اگست- جلسہ سالانہ جماعت جرمنی- حضور کے خطابات 23000- افراد کی شرکت- چار زبانوں میں الگ الگ جلسے-

29- اگست بیت الناصر گاتھن برگ میں مجلس انصاراللہ سویڈن کا نواں سالانہ اجتماع-

29، 30- اگست- لجنہ اماء اللہ فرانس کا 12 واں سالانہ اجتماع-

ستمبر

13- ستمبر: خدام الاحمدیہ بھارت کی لائبریری مخزن علم کا افتتاح ہوا-

14- ستمبر- فرنچ احباب کے ساتھ ملاقات میں حضور نے عمل الترب پر تحقیق کی تحریک فرمائی-

18، 19- ستمبر- خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت پانچویں سالانہ علمی مقابلہ جات-

18 تا 20- ستمبر- چھٹا سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بلجیئم

25 تا 27- ستمبر- جماعت احمدیہ ماریشس کا جلسہ سالانہ- 2500- افراد کی شرکت-

27- ستمبر- جماعت احمدیہ وکٹوریہ (آسٹریلیا)

کا پہلا جلسہ سالانہ۔

اکتوبر

3' 4۔ اکتوبر۔ خدام و اطفال آسٹریلیا کا سالانہ اجتماع۔

5۔ اکتوبر: سیرالیون کی خانہ جنگی اور فسادات میں جماعت کی گرانقدر امداد میں وسعت اور رہنمائی کے لئے لندن سے ایک ڈاکٹر سیرالیون پہنچے۔ اور فری کلینکس اور آپریشن کے انتظامات کئے۔

10۔ اکتوبر۔ نواب شاہ میں ماسٹر نذیر احمد صاحب بگھیو کی قربانی

10۔ 11۔ اکتوبر۔ جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا پہلا جلسہ سالانہ۔

11۔ اکتوبر۔ لجنہ اماء اللہ ٹرینیڈاڈ کا سالانہ اجتماع

30۔ اکتوبر بیت مبارک ہالینڈ کی توسیع کے بعد افتتاح۔ 10۔ گنا اضافہ فرانس میں بیت الذکر سرکاری طور پر تسلیم کرلی گئی۔ ایم ٹی اے سٹوڈیو فرانس کا افتتاح۔

30۔ 31۔ اکتوبر۔ یکم نومبر۔ جماعت احمدیہ فرانس کا ساتواں جلسہ سالانہ۔

31۔ اکتوبر' یکم نومبر مجلس انصاراللہ جرمنی کی مجلس شوریٰ۔

نومبر

4 تا 10۔ نومبر۔ حضور کی تازہ تصنیف کے لئے انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر غانا میں خصوصی تقریب۔

6۔ نومبر۔ تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان۔ 16 لاکھ 86 ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی۔

25۔ نومبر۔ جرمنی میں سو بیوت الذکر سکیم کے تحت پہلی بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

دسمبر

یکم دسمبر۔ ملک اعجاز احمد ڈھونیکے ضلع گوجرانوالہ کی قربانی وزیر آباد میں ہوئی۔

5 تا 7۔ دسمبر۔ جلسہ سالانہ قادیان۔ 22 ممالک کے 16000 افراد کی شرکت حضور کے افتتاحی اور اختتامی خطابات لندن سے براہ راست۔ دس ہزار سے زائد نومبایعین کی شرکت۔

12۔ 13۔ دسمبر۔ سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ آسٹریلیا۔

13۔ دسمبر۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت ملک بھر میں مثالی وقار عمل۔ 785 گھنٹے کام اور 6426 خدام کی شرکت۔

15۔ دسمبر۔ جماعت سویڈن کے زیر اہتمام بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد۔

17 تا 19۔ دسمبر جماعت احمدیہ غانا کا 70 واں جلسہ سالانہ۔ 45 ہزار افراد کی شرکت۔

18۔ دسمبر۔ جماعت احمدیہ کوڑالی کیرالہ بھارت کی دو منزلہ عالی شان نئی بیت الذکر کا افتتاح۔ بارہ لاکھ سے زائد رقم صرف ہوئی۔ بالائی منزل خواتین کے لئے ہے۔

21۔ دسمبر۔ یکم رمضان سے آٹھویں عالمی درس القرآن کا آغاز۔

1999ء

جنوری

یکم جنوری: اس سال کا آغاز بھی جمعہ سے ہوا اور اختتام بھی جمعہ کے دن ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے خطبہ جمعہ میں فضول خرچی اور اسراف سے بچنے اور ہر رمضان میں خیرات کی عام مہم چلانے کی تحریک فرمائی۔

2 جنوری: حضور نے رمضان المبارک کے عالمی درس کے سلسلہ میں 11واں درس ارشاد فرمایا۔ 17 جنوری کو 24ویں درس کے اختتام پر حضور نے اجتماعی عالمی دعا کروائی۔

19 جنوری: حضور نے خطبہ عیدالفطر میں غریبوں کے ساتھ عید منانے کو منظم رنگ دینے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ انگلستان ' جرمنی ' امریکہ 'کینیڈا' فرانس اور پاکستان میں ایک لاکھ غرباء کو عید کے موقع پر تحائف پیش کئے گئے۔

29 جنوری: خطبہ جمعہ میں افریقہ کے ممالک خصوصاً سیرالیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک فرمائی۔ فرمایا اپنے گھروں میں یتیم بچوں کو پالنے کی رسم زندہ کریں اور ان کی اعلیٰ تربیت کریں 5 فروری کے خطبہ میں اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اہل عراق کے بچوں یتیموں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

فروری

24 فروری: حضور نے 305 گھنٹے کی کلاسز کے ذریعہ ایم ٹی اے پر ترجمہ قرآن کریم کا دور مکمل کردیا۔ یہ سلسلہ 15 جولائی 94ء کو شروع ہوا تھا۔

مارچ

8 مارچ: خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام عطیہ خون کے لئے مستقل عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ 3۔ اکتوبر کو اس عمارت کا افتتاح ہوا یہ عمارت ایوان محمود کے احاطہ میں تعمیر کی گئی ہے۔

14 مارچ: ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز کا تیسرا سالانہ کنونشن ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہوا۔

18 مارچ تا 26 مارچ: گلشن احمد نرسری کے زیر اہتمام ربوہ میں موسمی پھولوں کی سالانہ نمائش ہوئی۔ اس میں 35 اقسام کے پھول اور سوا سو سے زائد پودے رکھے گئے۔

19 مارچ: ناروے کی "بیت النصر" کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس میں 1700 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

20 مارچ: خدام الاحمدیہ جرمنی کی مرکزی لائبریری 'حبش لائبریری' کا افتتاح ہوا۔

21 مارچ: البانین نومبایعین کا یک روزہ سیمینار ہوا جس میں 172۔ افراد نے شرکت کی۔

21 تا 23 مارچ: جماعت احمدیہ پاکستان کی 80ویں مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔

23 مارچ: واقفین نو ربوہ کے سالانہ علمی

مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

23 تا 25 مارچ: خدام الاحمدیہ پاکستان کی 5ویں سالانہ صنعتی نمائش۔ 31۔اضلاع کے 139 خدام نے شرکت کی۔

28 مارچ: بیت الفتوح لندن کی مجوزہ جگہ پر حضور نے نماز عیدالاضحیٰ پڑھائی اس میں 8500 احمدیوں نے شرکت کی۔

29 مارچ: عیدالاضحیٰ کے موقع پر حضور کی طرف سے اہل ربوہ کے لئے وسیع پیمانے پر دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا۔ ہر طبقہ سے منتخب افراد کی شرکت۔

مارچ: خلافت رابعہ کے بارہ میں خلافت لائبریری میں تصویری نمائش منعقد کی گئی۔

اپریل

2 تا 4۔اپریل: جماعت آسٹریلیا کا سالانہ جلسہ بیت الھدیٰ سڈنی میں ہوا 455۔افراد کی شرکت۔

3 تا 5۔اپریل: جماعت ہالینڈ کا 20واں جلسہ سالانہ۔ حضور نے پہلی بار اس جلسہ میں شرکت کی۔ تینوں دن خطاب فرمائے۔ حاضری 976۔

5۔اپریل: کینیڈا کی بیت الذکر کے ساتھ رہائشی کالونی دارالامن کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

14۔اپریل: صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب خاندان مسیح موعود کے پہلے فرد راہ مولیٰ میں قربان کر دیئے گئے۔ ان کی قربانی سے جماعت ایک بڑی ہولناک سازش سے محفوظ ہو گئی۔

16 تا 28۔اپریل: غانا میں نومبائعین کے تربیتی کورسز منعقد کئے گئے۔

23۔اپریل: حضور نے راہ مولیٰ میں جان قربان کرنے والے احمدیوں کے حالات پر مشتمل سلسلہ خطبات شروع کیا جو 23 جولائی تک جاری رہا۔

26۔اپریل: مسی ساگا بیت الذکر کینیڈا کے لئے جگہ خرید لی گئی۔

30۔اپریل: محترم ناظر صاحب اعلیٰ مرزا مسرور احمد صاحب اور دیگر تین احمدی ایک جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی رہائی 10 مئی کو عمل میں آئی۔

30۔اپریل تا 2 مئی: جماعت جرمنی کی مجلس شوریٰ بیت الذکر ہمبرگ میں منعقد ہوئی۔ 555 ممبران نے شرکت کی۔

مئی

یکم تا 15 مئی: خدام الاحمدیہ پاکستان کی 43ویں سالانہ تربیتی کلاس میں 46۔اضلاع کے 762 خدام نے شرکت کی۔

7 مئی: بیت القیوم فرینکفورٹ میں جماعت جرمنی کی پہلی مرکزی لائبریری کا افتتاح ہوا۔

12 تا 24 مئی: حضور کا دورہ جرمنی

14 تا 16 مئی: خدام الاحمدیہ جرمنی کا 20واں سالانہ اجتماع۔ حاضری 7278 حضور انور کی شرکت اور خطابات۔

21 تا 23 مئی: لجنہ اماء اللہ جرمنی کا 24واں سالانہ اجتماع۔ حاضری 10 ہزار۔ حضور کے خطابات۔

27 مئی: دفتر خدام الاحمدیہ مقامی کی بالائی منزل کا افتتاح ہوا۔

جون

4 تا 6 جون: مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کا 12واں سالانہ اجتماع سینٹ پری فرانس میں ہوا۔ 16 افراد نے بیعت کی۔

10 تا 13 جون: جرمنی میں عالمی میلہ کتب میں جماعت نے کامیاب سٹال لگایا۔

25 تا 27 جون: جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا 17واں جلسہ سالانہ۔

25 تا 27 جون: جماعت احمدیہ بیلجیئم کا 7واں جلسہ سالانہ۔ کل تعداد 445۔

26 تا 27 جون: مجلس انصاراللہ جرمنی کا 19واں سالانہ اجتماع۔

جولائی

2 تا 4 جولائی: انڈونیشیا کا سالانہ جلسہ 8000 حاضری تھی۔ نو صد بیعتیں ہوئیں۔

2 تا 4 جولائی: جماعت کینیڈا کا 24واں جلسہ سالانہ۔ حاضری چھ ہزار۔

28، 29 جولائی: خدام الاحمدیہ ربوہ کے تحت سوئمنگ کے مقابلے منعقد ہوئے۔

29 جولائی: برطانیہ میں انٹرنیشنل تربیتی سیمینار منعقد ہوا۔ 31 ممالک کے 210 مردوں اور 66 عورتوں نے شرکت کی۔

جولائی: تنزانیہ کے عالمی میلہ سبع سبع میں جماعت کے سٹال سے ایک لاکھ افراد نے استفادہ کیا۔ 96 بیعتیں ہوئیں۔

جولائی: آسٹریلیا میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے منعقد ہوئے۔

30 جولائی تا یکم اگست: جماعت برطانیہ کا 34واں جلسہ سالانہ۔ حاضری 21 ہزار۔ 3 سربراہان مملکت کے پیغام پڑھ کر سنائے گئے۔ حضور نے اختتامی خطاب سیرۃ مسیح موعود از رجسٹر روایات کے موضوع پر فرمایا۔

اگست

یکم اگست: جلسہ U.K کے موقع پر 7ویں عالمی بیعت کی تقریب 104 ممالک کی 231 قوموں کے ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار افراد نے بیعت کی۔ اس طرح ساتوں عالمی بیعتوں کی کل تعداد 2،19،05،909 ہو گئی۔

یکم تا 31۔اگست: مجلس نابینا ربوہ کی سالانہ تعلیمی و تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔

2۔اگست: انٹرنیشنل مجلس شوریٰ اسلام آباد لندن میں منعقد ہوئی۔

8۔اگست: محمود ہال لندن میں۔ پین افریقن ڈے منایا گیا۔

11۔اگست: سورج گرہن کے موقع پر حضور نے پہلی بار لندن میں نماز کسوف پڑھائی اور خطبہ دیا۔

13 تا 15 اگست: اطفال الاحمدیہ پاکستان کے چھٹے سالانہ علمی مقابلے منعقد ہوئے 42۔اضلاع کے 353۔اطفال نے شرکت کی۔

19۔اگست: 17۔اگست کو ترکی میں آنے والے تباہ کن زلزلہ کے موقع پر جماعت کی

خدمات کا آغاز۔ اس زلزلہ سے 15 ہزار افراد ہلاک ہوگئے۔

20۔اگست: حضور نے سفر ناروے کے دوران خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

20 تا 22۔اگست: جماعت جرمنی کا 24واں جلسہ سالانہ۔حاضری 20120 تھی۔

28‘29۔اگست: جماعت کانگو کا جلسہ سالانہ۔ کل حاضری 997 جن میں سے 389 مہمان تھے۔

28‘29۔اگست: لجنہ فرانس کا 13واں اجتماع۔کل حاضری 50‘55 تھی۔

31۔اگست: بیت ناصر سویڈن کی تعمیر نو کے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی۔

ستمبر

3 تا 5 ستمبر: جماعت احمدیہ نائیجیریا کا 50واں جلسہ سالانہ۔ حاضری 33 ہزار کے لگ بھگ رہی۔

10 ستمبر: حضور انور نے بیماری کی وجہ سے دو ہفتوں کے تعطل کے بعد Friday The 10th کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور کی غیر معمولی صحت خدا کا ایک خاص نشان بن گئی۔

10 ستمبر: انصاراللہ مقامی کی سالانہ کھیلوں کے فائنل مقابلے منعقد ہوئے۔

10 تا 12 ستمبر: خدام الاحمدیہ برطانیہ کا 27واں سالانہ اجتماع۔حاضری 1567۔

11‘12 ستمبر: انصاراللہ سوئٹزرلینڈ کا 8واں سالانہ اجتماع حاضری 20۔

17‘18 ستمبر: انصاراللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع۔حاضری 964۔

17 تا 19 ستمبر: اطفال الاحمدیہ پاکستان کے چوتھے سالانہ ورزشی مقابلے۔ 367۔اطفال اور 81 زائرین کی شرکت۔

20‘21 ستمبر: خدام الاحمدیہ مقامی کے تحت سوئمنگ کے مقابلے منعقد ہوئے۔

24 ستمبر: تنزانیہ میں ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات۔

24 تا 30 ستمبر: جماعت گنی بساؤ کی تربیتی کلاس برائے نومبایعین۔ کل حاضری 155۔

25‘26 ستمبر: ممبرات عاملہ لجنہ جرمنی کا ریفریشر کورس۔حاضری 820

26‘27 ستمبر: انصاراللہ بھارت کا 22واں سالانہ اجتماع۔

26‘27 ستمبر: خدام الاحمدیہ پاکستان کی چھٹی سالانہ علمی ریلی۔33۔اضلاع کے 253 خدام کی شرکت۔

28 ستمبر: خدام الاحمدیہ مقامی کے تحت آل ربوہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ کا فائنل۔

28 تا 30 ستمبر: خدام الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع۔

30 ستمبر: نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ اور انٹر کالج کی سالانہ کھیلیں۔

ستمبر: ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت تنزانیہ میں خدمت خلق۔ٹن فوڈ کے 582۔ پیکٹ بھجوائے گئے۔

اکتوبر

2‘3۔اکتوبر: خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کا 16واں سالانہ اجتماع حاضری 162۔

3۔اکتوبر: خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مرکز عطیہ خون کی نئی عمارت کا افتتاح ہوا۔ اسی شام کل پاکستان مشاعرہ بعنوان برکات خلافت منعقد کیا گیا۔

3۔اکتوبر: جماعت جرمنی کا یوم بیوت الذکر۔

8۔اکتوبر: کھلنا بنگلہ دیش میں احمدیہ بیت الذکر میں بم دھماکہ۔7۔احمدی قربان ہوگئے۔

16‘17۔اکتوبر: سالانہ اجتماع لجنہ برطانیہ۔60 مجالس کی 1011 خواتین کی شرکت۔

19۔اکتوبر: حضور نے بیت الفتوح لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔

23‘24۔اکتوبر: خدام الاحمدیہ جرمنی کی 10ویں مجلس شوریٰ حاضری 518۔

29 تا 31۔اکتوبر: جماعت فرانس کا 8واں جلسہ سالانہ 23 قوموں کے 425 مرد و زن کی شرکت۔

نومبر

3 نومبر: حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ حرم حضرت مصلح موعود کی 81 سال کی عمر میں وفات۔ آپ 39 سال صدر لجنہ مرکزیہ پاکستان رہیں۔

5 نومبر: حضور نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ 94 ممالک سے 17‘71‘800 پونڈ کی وصولی ہوئی۔ پاکستان پہلی جرمنی دوسری اور امریکہ تیسری پوزیشن پر رہا۔

6 نومبر: مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مقرر ہوئے۔

12 نومبر: حضور انور نے اپنی بیٹی طوبیٰ کے نکاح کا اعلان ہمراہ ملک سلطان محمد خان ابن ملک سلطان ہارون خان صاحب سے ایم ٹی اے پر فرمایا اور اسی دن رخصتانہ ہوا۔ 13 نومبر کو ولیمہ ہوا۔

13 تا 15 نومبر: جلسہ سالانہ قادیان 27 ممالک سے 21 ہزار افراد کی شرکت جن میں 16 ہزار نومبایعین تھے۔ حضور نے لندن سے اختتامی خطاب فرمایا۔

14 نومبر: لجنہ اماء اللہ بھارت کی مجلس شوریٰ۔

16 نومبر: جماعت احمدیہ بھارت کی مجلس شوریٰ۔

20 نومبر: حضور نے یکم جنوری 2000ء سے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کو صدر انصاراللہ پاکستان مقرر فرمایا۔

20 نومبر: لاہور میں ادارہ تعمیر نو کے زیر اہتمام ثاقب زیروی کے ساتھ شام منائی گئی۔ احمد فراز نے صدارت کی۔ منو بھائی کشور ناہید اور احمد سعید کرمانی نے مقالے پڑھے۔

دسمبر

10 دسمبر: رمضان المبارک کا جمعہ سے آغاز۔ اس رمضان کا اختتام بھی جمعہ سے ہوا۔

11 دسمبر: رمضان المبارک کے عالمی درس کا آغاز۔ حضور نے اس سال کے اختتام تک 18 درس ارشاد فرمائے۔ جن میں سورۃ مائدہ سے

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

مکرم منیر الدین احمد صاحب

تحریکِ جدید

1934ء میں قیام پاکستان سے پہلے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک منظم تحریک جاری کی گئی۔ مخالفین نے اعلان کیا کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی اور جماعت احمدیہ کا وجود صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ روئے زمین پر کوئی احمدی زیارت کے لئے بھی نہ ملے گا۔

اس مخالفت کے پیش نظر جماعت کی حفاظت اور ترقی کے لئے خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ کے ایماء پر جماعت کے سامنے ایک پروگرام رکھا۔ جسے تحریک جدید کا نام دیا گیا۔ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے......اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ (-) جو قربانیاں بھی کرنی پڑیں (وہ کریں) اس کے لئے میں آپ لوگوں سے ایسی بھی قربانیوں کا مطالبہ کروں گا۔ جن کا پہلے مطالبہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے۔ پہلے وہ معمولی نظر آئیں مگر بعد میں بڑھتی جائیں۔ اس لئے ہر گوشے کے احمدی اس کے لئے تیار رہیں اور جب آواز آئے تو فوراً لبیک کہیں۔ ممکن ہے میری دعوت پہلے اختیاری ہو جو چاہے شامل ہو۔ امید ہے . کہ جس قدر میرا مطالبہ ہو گا اس سے کم طاقت خرچ نہ ہو گی اور جماعت کا ہر شخص قربانی کے لئے تیار رہے گا۔

(خطبہ جمعہ 16۔ نومبر 34ء مطالبات ص 9)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریک جدید کے تعارف کے ضمن میں رقم فرماتے ہیں۔

"1934ء کا سال تھا (-) دیکھنے والوں کو یوں نظر آتا تھا گویا احمدیت ایک بہت چھوٹی۔ کمزور سی کشتی ہے جو چاروں طرف سے ہیبت ناک طوفان میں گھری ہوئی ہے اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت کا ہاتھ جماعت کے سر پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کے دل میں ایک نیا نظام بھی القاء کیا جو جماعت کی حفاظت اور استحکام اور توسیع کے لئے بابرکت ثابت ہوا۔ یہ نظام "تحریک جدید" کے نام سے موسوم ہے۔"

(انیس سالہ کتاب ص 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس تحریک کے ماتحت انیس مطالبات جماعت کے سامنے رکھے۔ بعد ازاں وقت کی ضرورت کے پیش نظر مزید آٹھ مطالبات پیش فرمائے۔ اس طرح مطالبات کی تعداد ستائیس ہو گئی۔ جن کو خلاصۃً حضور نے اس طرح بیان فرمایا

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں۔ اور انہی چیزوں کے مجموعہ کا نام تحریک جدید ہے۔"

(مطالبات ص 2)

مطالبات تحریک جدید میں سے ایک مطالبہ وقف زندگی کا تھا۔ کہ نوجوان اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ ایسے نوجوان تعلیم و تربیت کے بعد دعوت الی اللہ کے لئے بیرون ملک بھجوائے جائیں گے۔ ان کے اخراجات پورے کرنے کے لئے حضور نے جماعت کے سامنے مالی تحریک پیش کی اور مبلغ ساڑھے ستائیس ہزار روپے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ حضور نے اس ضمن میں فرمایا۔

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے (-) تا کہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں۔ جو اپنے آپ کو خدا کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کریں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں"

سو متعدد نوجوانوں نے اس مطالبہ پر اپنی زندگیاں وقف کیں اور یہ سلسلہ جماعت میں جاری ہے۔ یہ واقفین دنیا کے مختلف علاقوں میں دعوت الی اللہ کا کام کر رہے ہیں۔ حضور کے مالی مطالبہ ساڑھے ستائیس ہزار پر جماعت نے اس سے کہیں زیادہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کر دی اور یہ مالی قربانی کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور لاکھوں تک پہنچ چکا ہے۔

اس وقت عیسائیت کا زور تھا اور دنیا کے مختلف علاقوں خصوصاً افریقہ میں لوگ دھڑا دھڑ عیسائیت میں داخل ہو رہے تھے۔ اور عیسائی پادری یہ دعوے کر رہے تھے کہ عنقریب ساری دنیا میں عیسائیت کا بول بالا ہو گا۔ چنانچہ امریکہ کے ڈاکٹر جان ہنری بیروز نے اعلان کیا۔ کہ

"آسمانی بادشاہت پورے کرۂ ارض پر محیط ہوتی جا رہی ہے۔ آج دنیا بھر میں اخلاقی اور فوجی طاقت۔ علم و فضل۔ صنعت و حرفت اور تمام تر تجارت ان اقوام کے ہاتھ میں ہے۔ جو آسمانی ابوت اور انسانی اخوت کی مسیحی تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتی ہیں۔

(بیروز لیکچرز ص 19)

مگر جب تحریک جدید کے داعیان میدان میں نکلے تو انھوں نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا اور ایک بند باندھ دیا۔ عیسائی خود معترف ہیں۔ کہ عیسائیت اب ہر جگہ ناکام ہو رہی ہے۔ چنانچہ اخبار ٹانگانیکا سٹینڈرڈ مورخہ 23۔ دسمبر 61ء میں آرچ بشپ آف ایسٹ افریقہ لکھتے ہیں:-

"دنیا کی آبادی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ چرچ کو نئے ممبر اب بھی مل رہے ہیں تاہم دنیا کی آبادی میں ان کا تناسب برابر گر رہا ہے۔ چرچ کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے۔ کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزل کی طرف جا رہی ہے۔"

ایک عیسائی مصنف ایس جی ولیم سن پروفیسر غانا یونیورسٹی کالج اپنی کتاب "کرائسٹ آر محمدؐ" میں لکھتے ہیں۔ غانا کے شمالی حصہ میں رومن کیتھولک کے سوا عیسائیت کے تمام اہم فرقوں نے محمدؐ کے پیروؤں کے لئے میدان خالی کر دیا

ہے...... جنوب کے بعض حصوں میں خصوصاً
ساحل کے ساتھ ساتھ احمدیہ جماعت کو عظیم
الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ یہ خوش کن
توقع کہ گولڈ کوسٹ (غانا) جلد ہی عیسائی بن جائے
گا اب معرض خطر میں ہے اور یہ خطرہ ہمارے
خیال میں موجود وسعتوں سے کہیں زیادہ عظیم
ہے۔ کیونکہ تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ کی ایک
خاصی تعداد احمدیت کی طرف کھچی چلی جارہی ہے
اور یقیناً یہ صورت حال عیسائیت کے لئے ایک
چیلنج ہے۔ تاہم یہ فیصلہ ابھی باقی ہے۔ کہ آئندہ
افریقہ میں ہلال کا غلبہ ہوگا یا صلیب کا۔"

ہیگ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے 20۔
ستمبر 1958ء کی اشاعت میں لکھا۔ کہ "اس میں
کوئی شک نہیں کہ گذشتہ گیارہ بارہ سال کے
عرصہ میں یورپ نے بہت بڑی تعداد میں "دین
حق" کو عملاً قبول نہیں کیا مگر یہ حقیقت بھی نظر
انداز نہیں کی جاسکتی کہ اس عرصہ میں جماعت
احمدیہ کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد (دین
حق) سے ہمدردی رکھنے والوں کی پیدا ہوگئی ہے
جو کہ بہت ہی خوشگوار اور امید افزاء ہے۔"

اسی طرح ہالینڈ کے مختلف شہروں کی پانچ
اخباروں نے زیر عنوان "ہلال یورپ کے افق
پر" سوالیہ نشان دے کر لکھا کہ :۔

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار
ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی
دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا
ہے۔ دوسری طرف (دین حق) یورپ میں اتحاد
کا علم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو
رہے ہیں۔ اس بہاؤ کو روکنے کے لئے اور اس
(دعوت) کے اثرات کو تھامنے کے لئے جس کا
سب سے طاقتور انجن جماعت احمدیہ ہے ہمیں ان کی
راہ میں ایک مضبوط ستون بنانا ہے"

اللہ اکبر! آج سے سو سال پہلے حضرت بانی
جماعت احمدیہ کی کہی ہوئی بات پوری ہو رہی
ہے کہ "وہ وقت دور نہیں کہ جب تم فرشتوں
کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ
اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔"

احباب کرام! یہ سب کچھ تحریک جدید کے
ذریعہ ہوا ہے۔ آپ کے چندوں اور واقفین کی
کوششوں سے ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔

کہاں دشمن کی یہ بڑ کہ ہندوستان سے جماعت کو
جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ اور کہاں یہ وقت کہ
جماعت ڈیڑھ صد سے زیادہ ممالک میں پہنچ چکی
ہے اور ہم بڑے فخر سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتے
ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ دنیائے احمدیت پر سورج
غروب نہیں ہوتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور
اس کی سکیم کے مطابق ہوا ہے۔ سچ ہے ۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا اسے ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

✿✿✿✿✿

قبولیت دعا کا
عظیم الشان نشان

مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر انچارج شعبہ
زود نویسی (متوفی 15۔ اکتوبر 1964ء) کی والدہ
ماجدہ کی روایت ہے کہ ہم تین بہنوں کے رشتہ
کے متعلق خاندان میں سخت اختلاف رونما ہوگیا
حتیٰ کہ وہ لوگ جنہیں والد صاحب رشتہ دینا
چاہتے تھے انہوں نے ہماری والدہ کے خلاف
سرگودھا عدالت میں دعویٰ دائر کردیا اور دھمکی
دی کہ اگر یہ لڑکیاں اور ان کی والدہ ہمارے
گاؤں موضع جالپ کے قریب سے بھی گذریں
تو ہم ان کو زندہ نہیں جانے دیں گے۔ یہ بھی
اطلاع ملی کہ فریق ثانی کا ارادہ ہے کہ لٹھ بند ہو
کر لڑکیوں کو اٹھا کر لے جائیں۔ گاؤں کے
بڑے بڑے لوگوں کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ
ملا لیا ایک طرف پورا گاؤں تھا دوسری طرف
میری والدہ اور دو بہنیں۔ ہر پیشی پر والدہ صاحبہ
اپنی بیٹیوں کے ہمراہ اونٹ پر کجاوں میں بیٹھ کر
جاتیں جو نہایت تکلیف دہ چیز تھی وہ ایام اس
قدر پر آشوب تھے کہ الفاظ میں بیان نہیں کیا
جاسکتا۔

ابھی مقدمہ جاری ہی تھا کہ والدہ صاحبہ کو
کسی موقع پر خوش قسمتی سے قادیان آنا پڑا۔
آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت
میں اپنی درد انگیز سرگذشت بیان کی۔ حضور
نے نہایت توجہ کے ساتھ تمام باتیں سنیں اور
فرمایا "اچھا ہم دعا کریں گے اللہ تعالیٰ اپنا فضل
کرے" اس دعا کا یہ معجزانہ اثر ہوا کہ اسی
پیشی میں جو اس دعا کے بعد ہوئی خدا تعالیٰ نے ایسا
فضل فرمایا کہ

مجسٹریٹ نے مقدمہ کو بالکل جھوٹا پاکر خارج کردیا اور پھر دونوں لڑکیوں کے رشتے وہیں ہوئے جہاں والدہ صاحبہ کی خواہش تھی گویا حضرت مسیح موعود کی دعا کی برکت سے نقشہ ہی پلٹ گیا

اور تین بیکس عورتیں تمام گاؤں کے مخالفانہ
ارادوں پر غالب آگئیں۔

(الحکم 28۔ مئی 1939ء صفحہ 28)

☆☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

چغل خوری سے اجتناب ضروری ہے

جتنے بھی چغل خوری کے نتیجہ میں فساد پھیلتے ہیں اور قریبی قریبیوں سے لڑ پڑتے ہیں اور بعض دفعہ وہ فساد لمبے ہو کر رشتوں کے انقطاع پر جا پہنچتے ہیں۔ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں، خونی رشتے بھی ایسے ٹوٹتے ہیں کہ پھر ان کا جوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان پر آپ سب نے کبھی نہ کبھی نظر ڈالی ہو گی جو میں اپنی یادداشت سے یہ باتیں مستحضر کر رہا ہوں اپنے ذہن میں ان دونوں باتوں کا بہت گہرا تعلق مجھے دکھائی دے رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک شخص یا خصوصاً چونکہ خواتین میں یہ بات زیادہ پائی جاتی ہے اس لئے خواتین سے معذرت کے ساتھ میں خاتون کی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک خاتون نے کوئی بات کی وہ بات اس خاتون تک پہنچی جس کے متعلق بات ہوئی تھی اور ایسے رنگ میں پہنچی جس میں کچھ زیادہ تلخی پائی گئی، بجائے اس کے کہ بعینہ اسی طرح پہنچتی۔ اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بعینہ اسی طرح پہنچادی جاتی ہے۔ مگر بات ایسی ہے جس کے نتیجہ میں لازماً ان دونوں کے تعلقات نے بگڑنا تھا۔ جب وہ سننے والی یہ بات سنتی ہے تو پہلے عہد کرکے سنتی ہے کہ میں آگے کسی سے بات نہیں کروں گی۔ تو سب سے پہلے اس کے دو مونہہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ بات سنتی ہے اور پھر طیش میں آکر بلا توقف دوسری خاتون پر حملہ آور ہوتی ہے، دھاوا بول دیتی ہے اس پر، اور اس کا سارا عہد کہ میں خاموش رہوں گی اور اپنے تک رکھوں گی وہ جھوٹا ثابت ہوتا ہے تو اس کے دو مونہہ بن گئے اور جو سنانے والی ہے اس کے پہلے ہی دو مونہہ ہو چکے ہیں کیونکہ جب وہ مجلس میں بیٹھی تھی تو امانت پہ بات ہو رہی تھی اور اگر واضح طور پر نہیں بھی کہا گیا تھا تو ایک عام دستور سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب ایک انسان کسی تیسرے شخص کے متعلق کسی سے بات کرتا ہے جو کچھ ناپسندیدہ پہلو رکھتی ہے تو اس یقین اور اعتماد پر کرتا ہے کہ یہ بات اسے آگے نہیں پہنچائے گا ورنہ اگر پہنچانی ہو تو وہ خود کیوں نہ پہنچادے تو دو مونہوں سے بات شروع سے ہی چل رہی ہے۔ ایک سننے والی کے دو مونہہ بن گئے اور پھر جب وہ واپس پہنچے گی لڑنے کے لئے تو پھر یہ دو منہ پھر آگے دو دو منہ بنتے چلے جائیں گے۔ وہ کہے گی جھوٹ بول رہی ہے میں نے یہ تو نہیں کہا تھا۔ میں نے تو یہ کہا تھا اور وہاں سے پھر ایک جھوٹ کا تیسرا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اگر اس نے کہا بھی ہو تو پھر دوسرے معنے پہنانے کی کوشش کرتی ہے بعض دفعہ دوسری کو جھوٹا کر دیتی ہے پھر وہ آتی ہے لڑتی ہوئی، لعنتیں ڈالتی ہوئی کہ تم نے یہی کہا تھا وہ کہتی ہے یہ میں نے نہیں کہا تھا تو ایک مونہہ جب پھٹ کر دو مونہہ بنتا ہے تو پھر پھٹتا چلا جاتا ہے اس کا پھر ایک مونہہ بننا بہت ہی مشکل کام ہے اور ایسے فسادات میں سب سے مشکل پڑتی ہے فیصلہ کرنے کی کیونکہ ہر گواہی پھٹی ہوئی ہے اور اگر وہ کچھ حصہ مان بھی جائے تو کہے گی میرا یہ مطلب تو نہیں تھا میرا تو یہ مطلب تھا۔

جس طرح سیاست دان آج کل کہہ دیتے ہیں ہر بیان پہ ان کے بھی دو مونہہ ہو جاتے ہیں بے چاروں کے۔ تو یہ جو دو مونہوں والی بات ہے حضور اکرم ﷺ کی بہت گہری ہے اور اس سے سوسائٹی کی بہت سی بیماریاں کھل کر ہمارے سامنے واضح ہو جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان کا علاج پھر ممکن ہے۔ تو اس کا علاج یہی ہے کہ ایسی باتوں سے گریز کیا جائے جن کے متعلق انسانی تجربہ ہے کہ ہمیشہ آگے پہنچتی ہیں اور بدل کر پہنچتی ہیں اور بگڑ کر پہنچتی ہیں تو اول تو اگر کسی بھائی میں یا کسی بہن میں کوئی برائی دیکھی جائے تو خود بتانا چاہئے اس کو۔ یہ ایک مونہہ والی بات ہے اور خود بتائے اور اگر وہ اس سے ناراض ہوتا ہے اس کے سننے کے نتیجہ میں تو ہو سکتا ہے کہ کہنے کا انداز بے ہودہ ہو مگر بالعموم اگر شریفانہ انداز میں ہمدردی سے بات کی جائے تو بگاڑ پیدا نہیں ہوتا اور اگر ہو جائے تو پھر اس کا قصور ہے جس نے بات سنی یا اس کا قصور ہے جس نے بات کہی تو بظاہر نیک نیتی سے ہے لیکن دل میں زخم لگانے کی نیت ہے۔ پس آگے پھر یہ صورت حال ایسی ہے کہ اس کا باریک تجزیہ کرنا پڑتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 6۔ جنوری 1995ء)

کھِل اُٹھیں گے گلاب زخموں سے
جب ملے گا وہ دید ترسوں سے

ہم تو نکلے ہیں ڈھونڈنے اپنی
کھوئی میراث جو تھی برسوں سے

آج فرقت زدوں پہ لطف کرو
ہم نہ بہلیں گے "کل یا پرسوں" سے

اس کے سجدے قیام کیا ہوں گے
جو وضو کر رہا ہے اشکوں سے

عہد باندھا ہے جس سے بیعت کا
ہم وفادار اس کے نسلوں سے

میں ہوا خاک تو ظفر میرا
رابطہ ہو گیا ہے عرشوں سے

مبارک احمد ظفر۔ لنڈن

قدیمی مخلص خادم سلسلہ اور حضرت مصلح موعود کے داماد

محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب انتقال فرماگئے

احباب جماعت کو

افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص خادم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے داماد محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب مورخہ 17 جون 2000ء کو شام چھ بجے انتقال فرماگئے۔ آپکی عمر 84 سال تھی۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 18 جون کو بیت المبارک میں بعد از نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے پڑھائی جس میں اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بعد ازاں آپ کا جسد خاکی بہشتی مقبرہ لے جایا گیا جہاں پر اندرونی چاردیواری میں تدفین عمل میں آئی جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے دعا کرائی۔

حالات زندگی

محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب محترم پروفیسر علی احمد صاحب بھاگلپوری کے ہاں 13 مارچ 1916ء کو پیدا ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے تک تعلیم پائی اور بی اے میں یونیورسٹی میں سیکنڈ رہے۔ آپ نے 1936ء میں اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی تھی۔ مگر تعلیم کا سلسلہ جاری تھا۔ آپ نے ایم اے میں داخلہ لیا مگر حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر کہ ہمیں ایم اے کی ضرورت نہیں آپ نے اپنے امام کے ارشاد پر لبیک کہا اور تعلیم کا سلسلہ ترک کرکے خدمت دین میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے یکم جولائی 1940ء سے 31 دسمبر 1985ء تک 45 سال خدمت دین کی توفیق پائی۔ جس کے بعد دل کے عارضہ کی وجہ سے صاحب فراش ہو گئے۔ آپ نے خدمت سلسلہ کے ابتدائی 10 سال سندھ میں بطور لوکل ایجنٹ ایم این سینڈیکٹ گزارے جہاں پر آپ نے تحریک جدید اور حضرت مصلح موعود کی زمینوں کی نگرانی فرمائی۔ 1950ء میں آپ تحریک جدید کے وکیل مقرر ہوئے۔ اور 16-2-1950 تا 21-7-1961 وکیل التعلیم، 22-7-1961 تا 30-4-1969 وکیل الزراعت اور 1-5-69 تا 31 دسمبر 1985 وکیل الدیوان رہے۔ دو دفعہ قائمقام وکیل اعلیٰ بھی رہے۔ 22- مارچ 1940ء کو حضرت مصلح موعود نے آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی محترمہ امۃ الرشید صاحبہ سے پڑھا۔ صاحبزادی صاحبہ موصوفہ حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیٹی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی نواسی ہیں۔

اولاد

محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب نے درج ذیل اولاد اپنی یادگار چھوڑی ہے۔

1۔ محترمہ صاحبزادی امۃ البصیر صاحبہ بیگم محترم ڈاکٹر داؤد احمد صاحب ایڈوائزر ورلڈ بنک

2۔ محترمہ صاحبزادی امۃ النور صاحبہ بیگم ڈاکٹر نسیم احمد صاحب امریکہ۔

3۔ محترم ڈاکٹر ظہیرالدین منصور احمد صاحب ربوہ میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔

4۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الحی صاحبہ بیگم ڈاکٹر خالد احمد عطاء صاحب۔

محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کا نام عبدالرب تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک رویا کی بناء پر آپ کا نام عبدالرحیم احمد رکھا۔

محترم میاں صاحب نے صاحب فراش ہونے کے باوجود خدمت دین کی توفیق پائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کے انگریزی تراجم کئے۔

حضور ایدہ اللہ کا ارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کے نام اپنی فیکس میں ارشاد فرمایا :۔

"میں ان کی نیک طبیعت اور میٹھے، دھیمے مزاج اور خادم دین ہونے کے حوالہ سے ان کیلئے محبت واحترام کے جذبات رکھتا ہوں"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم میاں صاحب موصوف کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور آپ کے درجات کو اپنے قرب میں ہمیشہ بڑھاتا رہے۔ آمین۔